THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday the June 21, 2024
(339th Session)
Volume V, No.01
(Nos.01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume V	SP. V(01)/2024
No.01	15

Contents

1. **Recitation from the Holy Quran 1**
2. **Leave of Absence 2**
3. **Commemorating the 71st birthday anniversary of Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto 2**
4. **FATEHA 3**
5. **Further discussion on the Finance Bill, 2024-25...........................3**
    - *Senator Bilal Ahmed Khan 3*
    - *Senator Muhammad Qasim.. 8*
    - *Senator Amir Waliuddin Chishti.. 10*
    - *Senator Nadeem Ahmed Bhutto... 14*
    - *Senator Samina Mumtaz Zehri 18*
    - *Senator Sajid Mir 26*
    - *Senator Shahadat Awan 29*
    - *Senator Zeeshan Khan Zada 33*
    - *Senator Afnan Ullah Khan... 39*
6. **Point raised by Senator Kamran Murtaza regarding missing of ten persons from a picnic point in Balochistan..........................44**

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Friday, the June 21, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mr. Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَ
الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿٦٤﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ
یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

ترجمہ: رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔ جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔ جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب جہنم کے عذاب سے ہم کو بچالے، اس کا عذاب تو بڑی تکلیف کی چیز ہے۔ وہ تو بڑا ہی مستقر اور مقام ہے۔ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

(سورۃ الفرقان: آیات ٦٣ تا ٦٧)

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترکئی بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۱، ۷، ۱۰اور ۱۲تا۲۱ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید کاظم علی شاہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۰تا۲۵جون تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر خارجہ سینیٹر محمد اسحاق ڈار بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ ۱۴جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب business start کرتے ہیں۔ سینیٹر بلال مندوخیل۔

Commemorating the 71st birthday anniversary of Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! آج 21st June ہے اور اس دن شہید بے نظیر بھٹو نے جنم لیا تھا۔ شہید بے نظیر بھٹو نے پاکستان کے لیے بہت قربانیاں دیں اور انہوں نے پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے، جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے اپنے والد صاحب کا mission لے کر پوری دنیا میں چلیں اور آج تک انہیں پوری دنیا میں یاد کیا جاتا ہے۔ آج شہید بے نظیر بھٹو کا جنم دن ہے میں تمام دوستوں، اہل وطن اور پاکستان کے تمام باشندوں کو اس دن کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ آج اس دن پر مہربانی فرما کر اس خاص دن پر کچھ وقت مخصوص کریں تاکہ شہید بے نظیر بھٹو کی دی ہوئی قربانیوں پر تمام اراکین بات کر سکیں۔ بہت شکریہ۔

(مداخلت)

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! محترمہ صاحبہ کے لیے فاتحہ خوانی کریں اس کے بعد میں اپنی تقریر کا آغاز کروں گا۔

FATEHA

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں پورے ایوان کی جانب سے شہید بے نظیر بھٹو جو کہ مسلم دنیا کی پہلی خاتون وزیر اعظم تھیں۔ ان کے جذبات کو اس ایوان کی طرف سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جمہوریت، آئین اور قانون کی بالادستی کے لیے ان کی عظیم struggle کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی ایصال ثواب کے لیے دعا کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ جی، ساجد میر صاحب۔

(اس موقع پر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ سینیٹر بلال مندوخیل صاحب۔

Further discussion on the Finance Bill, 2024-25

Senator Bilal Ahmed Khan

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں جس پارٹی کی نمائندگی کر رہا ہوں اس پارٹی کی لیڈر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو میری بھی لیڈر ہیں اور پورے پاکستان کی بھی لیڈر تھی۔ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، جمہوری روایات کو برقرار رکھتے ہوئے، اپنی پارٹی اور اپنی قوم کو ان شاءاللہ ترقی کی منازل کی طرف لے کر چلیں گے۔ آج ان کا جنم دن ہے اس حوالے سے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ان کے بتائے ہوئے اصولوں کو ہم اپنی زندگی میں لا کر سیاسی طور پر ایک سلجھے ہوئے اور ایک مدبر انسان کی حیثیت سے ان شاءاللہ اس ملک اور قوم کی رہنمائی کر سکیں گے۔ جناب چیئرمین! بجٹ پر بات کی جائے تو ہمارا 2024-25 کا بجٹ جو اس وقت پیش کیا گیا ہے۔ بجٹ تو پیش ہو گیا ہے اب اس پر کچھ کہنا یا کچھ کرنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے لیکن پھر بھی ہم اپنی تجاویز اور اپنی باتیں اس بجٹ کے حوالے سے ضرور کریں گے۔ امید ہے کہ موجودہ حکومت ہماری تجاویز کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک و قوم اور عوام کی بہتری کی خاطر اس بجٹ میں ان تجاویز کو شامل کرکے عوام کو ریلیف دے گی۔ جناب چیئرمین! اس مرتبہ ہمارا بجٹ 18 ہزار ارب روپے کا پیش کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں دو تین چیزوں کو highlight کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے یہ بات کی گئی ہے کہ پاکستان میں لوگ ٹیکس نہیں دیتے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر پاکستان کے لوگ ٹیکس نہیں دیتی تو پھر یہ ہمارا ملک کیسے چل رہا ہے؟ اگر آپ آج سے 13 ,12 سال پیچھے چلے

جائیں جب پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو 2009-10 میں Tax collection 1500 ارب روپے کے برابر تھی۔ اس وقت حکومت کے جو اخراجات تھے وہ 2400 ارب روپے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی رہی اور Tax collection بڑھتا گیا۔ Tax collection بڑھا لیکن Tax Net نہیں بڑھا۔ عوام پر بوجھ ڈالا گیا بلکہ صرف ان لوگوں پر جو already Tax Net میں تھے ان پر ہی ٹیکس کا مزید بوجھ بڑھایا گیا۔ پچھلے پندرہ بیس سالوں میں FBR نے Tax Net بڑھانے کی کوئی زحمت نہیں کی۔ اس حوالے سے اگر آپ دیکھیں تو 2009-10 میں ٹیکس وصولی 1500 ارب روپے تھی، اب اس سال 9400 ارب روپے expected ہے۔ اتنا بڑا gap اگر آپ دیکھیں تو الحمد للہ، ہمارے پاکستانی عوام اس مقدار میں ٹیکس ادا کر رہے ہیں جو کہ دس بارہ سالوں میں ہزاروں گنا بڑھ چکا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ اخراجات کو دیکھیں تو 2009-10 میں یہی اخراجات جو 2400 ارب روپے تھے کے مقابلے میں 2024 اب متوقع طور پر 11,000 ارب روپے ہوں گے۔ حکومت کے لیے 11,000 ارب روپے خرچ کرنا۔ اس وقت ہم جو ٹیکس کے 9400 ارب روپے وصول کریں گے اس سے بھی اگر ہم زیادہ وصول کریں اور اخراجات اسی طرح بڑھتے رہیں تو میرے خیال میں اگر پاکستانی عوام اس سے ہزار گنا زیادہ ٹیکس ادا کرتے رہیں تو یہ اخراجات سو سال میں بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ موجودہ بجٹ میں اگر آپ PSDP کی طرف دیکھیں تو 950 ارب روپے سے تجاوز کر کے 1500 ارب روپے پر پہنچ چکی ہے۔ یہ تو بڑی اچھی اور خوش آئند بات ہے۔ PSDP ترقیاتی کاموں کے حوالے سے یاد کی جاتی ہے۔ لوگوں کی ترقی، خوشحالی اور پاکستان میں موجود infra-structure کو ترقی دینے کے حوالے سے PSDP کو بڑھایا جاتا ہے۔ یہ ایک اچھی بات ہے لیکن یہ جو فرق ہے اس فرق کو کس چیز سے پورا کیا جائے گا؟ میرے خیال میں ٹیکس کے حوالے سے آپ بات کریں تو Tax collection کے بعد حکومتی اخراجات PSDP اور ہمارے دیگر اخراجات ہیں وہ پورے نہیں ہو رہے ہیں۔ ان کو پورا کرنے کے لیے مجھے موجودہ بجٹ میں ٹیکس وہ واحد ذریعہ نظر آیا ہے جو ہماری آمدن کا واحد ذریعہ ہے۔ میں بچپن سے سنتا اور پڑھتا آ رہا ہوں۔ شاید وہ بات غلط تھی یا ہم سے غلط بیانی کی گئی تھی کہ ہم دنیا میں نمک کے ذخائر میں شاید پانچویں نمبر پر ہیں۔ ہم بڑے ساحل سمندر کے حوالے سے دنیا میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ کوئلے کے ذخائر میں ہم دوسرے نمبر پر

ہیں۔ فلاں چیز میں ہم پانچویں نمبر پر ہیں۔ Livestock میں ہم ساتویں نمبر پر ہے۔ Dairy product میں آٹھویں نمبر پر ہیں۔ سونے اور کاپر کے ذخائر میں ہم تیسرے پر ہیں۔ اگر آپ یہ calculation دیکھ لیں تو ہم دنیا کے جو ذخائر رکھنے والے ممالک ہیں ان میں دس نمبر سے نیچے نیچے ہماری ranking آ رہی ہے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ بجٹ میں ان چیزوں کو ترقی دینے کے حوالے سے کبھی تجاویز دی گئی ہیں۔ مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین! پچھلے 76 سالوں میں ہم انڈسٹریز کو ترقی نہیں دے سکے۔ ہم mining industry کو آج تک industry کا درجہ نہیں دے سکے۔ پچھلے 76 سالوں میں ہم private construction industry کو کا درجہ نہیں دے سکے۔ Construction industry سے پاکستان میں کم از کم 70 سے 72 اور industries related ہیں۔ اگر آپ Construction industry کو ترقی دیں گے اور اس کو industry کا درجہ دیں گے تو اس ملک میں 72 اور industries پروان چڑھیں گی۔ اگر آپ mining کے شعبے کو industry میں convert کریں گے تو ہمارے mining area میں جو raw material نکل رہا ہے جسے ہم دنیا کے باقی ممالک کو مٹی کے بھاؤ بیچ کر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ اگر ہم mining کے شعبے کو industry کا درجہ دے کر اس raw material کی value addition کریں تو شاید ہمارا شمار دنیا کے امیر ترین ممالک میں ہو۔ آج ہم Reko Diq کو Barrick Gold والوں کو فروخت کرکے بڑے خوش ہیں کہ Barrick Gold والے ہمارے Reko Diq کا سونا اور تانبا نکال کر ہمیں چند کوڑیاں دے کر ہمیں مطمئن کر رہے ہیں لیکن اگر ہم اس Barrick Gold کے اس پروجیکٹ کو اپنے ملک میں اس کو develop کرتے تو شاید ہمارے ملک کی ہر گلی اور سڑک سنگ مرمر کی بن جاتی۔ آج ہم ایک ارب ڈالر funding کے لیے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور بھیک مانگ رہے ہیں شاید دنیا ہمیں اس نظر سے نہ دیکھتی۔ ہم جس طرح آج سے کئی سال پہلے دنیا کے کئی ممالک کو زکوٰۃ دیتے تھے ہم اسی طرح آج بھی funding کر سکتے تھے۔ کبھی ہمارے ارباب اختیار نے اس ملک کی معیشت کو اور اس ملک کے نظام کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے لیے بجٹ میں کوئی دیرپا تجاویز دی ہیں۔ ان کے لیے بجٹ میں کچھ مختص کیا ہے۔ ان چیزوں کو دنیا کے سامنے اور دنیا کے مقابلے میں

لانے کے لیے کیا ہم نے کبھی سوچا ہے۔ ماسوائے tax collection کے، ماسوائے غریب عوام پر بوجھ ڈالنے کے، ماسوائے تنخواہ دار طبقے پر بوجھ ڈالنے کے اور ہم نے آج تک tax collection کے علاوہ اپنی revenue generation کے لیے کوئی positive کام نہیں کیا۔ اپنے ملک کی چیزوں کو promote کرنے کی بجائے آج ہم privatization کی طرف جا رہے ہیں۔ آج ہم سوچ رہے ہیں کہ ہمارے وہ ادارے جو سب سے زیادہ منافع دینے والے تھے، آج وہ ہمارے لیے سفید ہاتھی بن چکے ہیں۔

ہم یہ نہیں سوچتے کہ جن اداروں کو ہم privatize کرنے جا رہے ہیں، وہ جو خریدار ہے، وہ بھی تو ان کا کچھ کرے گا یا نہیں کرے گا۔ وہ ہم سے اس طرح کے نقصان پر چلنے والے ادارے کیوں خریدنا چاہتے ہیں؟ ان کے کیا مقاصد ہیں اور ان کی کیا planning ہے؟ کیا ہمارے ملک کی کوئی بڑی یا چھوٹی کمپنی ان مقاصد کو حاصل کر سکتی ہے؟ بحیثیت قوم یا بحیثیت ملک کیا ہم اپنے ملک میں رہتے ہوئے، اپنے ان اداروں سے، اپنے ان ذخائر سے، اپنی ان معدنیات سے کیا ہم وہ مقاصد حاصل نہیں کر سکتے؟ کر سکتے ہیں اگر ہم کرنا چاہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں وسائل تو ہیں، ہمارے پاس will نہیں ہے۔ وسائل ہیں، will نہیں ہے۔ ہمارے پاس پچھلے 76 سالوں میں اگر کسی چیز کا فقدان رہا ہے، پچھلے 76 سالوں میں اگر کسی چیز کی کمی رہی ہے تو وہ ایک sincere will رکھنے والی انتظامیہ اور حکومت کی رہی ہے۔ پچھلے 76 سالوں سے آج تک ہمیں کوئی ایسا roadmap نہیں دیا گیا کہ ہم نے اس راستے پر چلنا ہے۔ بے شک آج اگر ہمیں اس راستے پر چلتے ہوئے دشواریوں کا سامنا ہو گا لیکن آنے والے پانچ سالوں میں ہم ایک figure یا ایک target متعین کر کے وہاں تک پہنچیں گے۔ ہم تکلیفیں برداشت کریں گے، دو سال، چار سال، پانچ سال، بحیثیت قوم ہم نے پہلے بھی برداشت کی ہیں۔ یہ تکلیفیں اس قوم نے پچھلے 76 سالوں کے دوران برداشت کی ہیں تو آگے آنے والے، تین سال، چار سال یا پانچ سال ہم مزید برداشت کر لیں گے لیکن اگر یہ تین، چار یا پانچ سالوں کے بعد آپ ہمیں کوئی figure یا کوئی target یا کوئی achievement بتا سکیں تو ہم سب قربانیاں دینے کے لیے تیار ہیں وگرنہ اس ملک کا ہر شہری، ایک ایک چیز خریدنے کے لیے ٹیکس ادا کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود وہ non-filer ہے۔ ہر شہری ایک نوالہ روٹی کھانے پر بھی ٹیکس pay کر رہا ہے لیکن ٹیکس چور کہلاتا ہے۔ یہ

روش کب تک چلتی رہے گی؟ یہ طریقہ کار کب تک چلتا رہے گا؟ کیا ہم اس ملک کے بارے میں کبھی serious ہوں گے؟ کیا کبھی ہم سوچیں گے کہ اس ملک کو ہم کس طرح چلائیں گے؟ کیا ہم اپنی آنے والی نسل کے لیے کوئی roadmap یا کوئی planning دے پائیں گے یا پھر ساری زندگی IMF اور World Bank کی طرف دیکھتے رہیں گے؟ دنیا کے وہ ممالک جو پچیس تیس سال پہلے ہم سے بہت پیچھے تھے، آج ہم ان کے پیروں میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلال مندوخیل صاحب! شکریہ۔ Time ہو گیا ہے۔

سینیٹر بلال احمد خان: کیا ہم اپنی economy کو بہتر کرنے کے لیے ان سے خیرات اور بھیک مانگ رہے ہیں؟ ہم کب تک بھیک پر گزارہ کریں گے؟ کیا آپ لوگوں نے کبھی کسی بھکاری کا گھر آباد ہوتے دیکھا ہے؟ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی بھکاری کو ترقی کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے سڑک پر کھڑے بھکاری کو، اس کی پوری زندگی میں، اس کی نسلوں کو، اس کی آنے والی یا گزری ہوئی نسلوں کو، چوک میں سگنل پر کھڑے دیکھا ہے اور اسی چوک پر ان کو مرتے دیکھا ہے۔ میں نے ان کو کبھی آباد ہوتے نہیں دیکھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلال صاحب! شکریہ۔ آپ کا time ختم ہو گیا ہے۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب! میں آخری چند الفاظ کہوں گا۔ کیا بحیثیت قوم ہم بھی ان بھکاریوں کی طرح اپنی زندگی گزاریں گے اور آنے والی نسل اور بچوں کو وہی سب کچھ دینا چاہیں گے؟ کیا ہم ان کو یہ راستہ دکھائیں گے کہ ہم نے ساری زندگی مانگ کر گزارہ کرنا ہے جبکہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے ذخائر اور نعمتیں اتنی بے تحاشا ہیں، جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ دنیا کے دس نیچے کے نمبروں میں ہمارا شمار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، بلال صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بجٹ میں، خاص طور پر آنے والے وقت کی planning کے حوالے سے ایک special budget رکھا جائے یا کوئی پالیسی مرتب کی جائے تاکہ ہم آنے والی نسل کو ایک roadmap دے سکیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ ہماری اپوزیشن benches یا ہماری موجودہ حکومت کے پاس مستقبل کا کوئی roadmap ہو۔ مہربانی فرما کر ان چیزوں پر توجہ دلائی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلال مندوخیل صاحب! شکریہ۔ سینیٹر محمد قاسم صاحب۔

Senator Muhammad Qasim

سینیٹر محمد قاسم: میں ایک چھوٹے علاقے، بلوچستان سے تعلق رکھتا ہوں اور پاکستانی سیاست کا، جو یونیورسٹی اور کالج میں پڑھی، تھوڑا علم رکھتا ہوں۔ میں اس ایوان میں پہلی مرتبہ آیا ہوں لیکن یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہماری سیاسی عمر 75 سال ہو گئی ہے۔ اب ان 75 سالوں میں ہر سال بجٹ آتا رہا جبکہ اس پر اکثر اتفاق نہیں ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ supplementary budget بھی آتے رہتے ہیں۔ یہ ہمارا ایک رواج ہے۔ اس مرتبہ کا بجٹ بہت بھاری ہے جو کہ تقریباً 18 ہزار ارب روپے سے بھی زیادہ کا بجٹ ہے۔ اس میں ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ 1,400 ارب روپے ہے۔ بہرحال، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی روش کب بدلیں گے، ہم سیدھا راستہ کب دیکھیں گے، عوامی نمائندوں کی باتوں کو کب سنیں گے اور ان پر کب عمل کریں گے؟ آج تک تو ایسا نہیں ہوا۔ ہم نے سیاست میں 75 سال فضول ضائع کیے۔ مارشل لاء لگتے رہے، ایک بہت لمبی چوڑی history ہے۔ ہم جنگیں لڑتے رہے، جنگوں کا جنون تھا، شہادتیں، خودکش حملے، ایک گندی تاریخ ہے، شاید ہی کسی ملک کی ایسی تاریخ ہو۔ لہٰذا، پیسا کہاں گیا؟ پیسا انہی چیزوں میں چلا گیا۔ اب ہم روتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار ارب کا بجٹ لائے ہیں، اب عوام کیسے کھائیں گے۔

جناب! عوام کی income پر کبھی توجہ نہیں دی گئی۔ رہے سہے جو کارخانے تھے، وہ بھی بند ہو گئے۔ جو روزگار تھا، وہ بھی آدھا رہ گیا ہے۔ ابھی آپ جو ٹیکس لگا رہے ہیں، چند لاکھ ہی ٹیکس ادا کرنے والے لوگ ہیں، زیادہ تو نہیں ہیں، اب ان چند لاکھ میں سے بھی کچھ ہجرت کرکے ویت نام یا کسی اور طرف نکل گئے۔ آیا ان چیزوں کے متعلق آپ سوچیں گے کہ ان کو کیا تکلیف ہے اور ان کو ہم کیا دے رہے ہیں۔ بجلی اتنی مہنگی دے رہے ہیں کہ کارخانہ دار جو product بنا رہا ہے، وہ عالمی مارکیٹ میں compete نہیں ہو پا رہی۔

دوسری بات، non-filers کا کیا حال ہے؟ پہلے ہی آپ کو پتا ہے لیکن اب تو ان پر جو پابندیاں لگی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ non-filer تو کوئی بھی نہیں ہے، پچیس کروڑ میں سے ہر ایک ٹیکس بھر رہا ہے۔ ایک چھوٹی سی چیز، نمک خریدنے جائیں تو اس میں بھی ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ آپ بازار سے کوئی بھی چیز خریدیں، آپ پر حکومت کا ٹیکس لگتا ہے، چاہے سیلز ٹیکس ہو یا کسی اور شکل میں

ہو، کپڑا خریدیں، کچھ بھی خریدیں، غریبوں پر بھی ٹیکس لگتا ہے۔ گزشتہ 75 سالوں میں اگر آپ ایک واضح پالیسی نہیں بنا سکے تو آئندہ ہم آپ سے کیا امید رکھیں۔ عوامی لوگ جو بولتے ہیں، طوطے کی طرح بولتے ہیں لیکن وہ باتیں کسی اور طرف چلی جاتی ہیں۔ یہ لوگ کون ہیں جو اس ملک کو چلا رہے ہیں اور کس طرح چلا رہے ہیں؟ یہ عوامی لوگوں کی باتوں کی طرف دھیان کیوں نہیں دیتے؟

جناب! فیصل آباد کی ٹیکسٹائل انڈسٹری کے متعلق ایک رکن نے بات کی کہ 70 سے زیادہ ٹیکسٹائل ملز تھیں، ان میں سے 30 بند ہیں جس کی وجہ سے لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔ سرمایہ باہر جا رہا ہے۔ جب مشرف نے مارشل لاء لگایا، لوگوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں اور تالیاں بجائیں لیکن جس دن NAB بنا، آپ اندازہ لگائیں کہ کتنا سرمایہ باہر گیا۔ یہ سرمایہ ایک اڑتی چڑیا ہے، جب آپ اسے تنگ کریں گے تو وہ خود ہی کوئی راستہ نکالتا ہے اور ملک سے نکل جاتا ہے۔ اس مارشل لاء کے نتیجے میں کیا ہوا؟ دوبارہ امریکہ بہادر کے ڈالرز آنے شروع ہوئے جو ضیاء کے زمانے میں آ رہے تھے۔ مشرف کے زمانے میں ان لوگوں نے تھوڑا سکھ کا سانس لیا، کچھ افغانیوں کو دیا اور کچھ خود کش حملے کر کے امریکہ کو خوش کیا۔ یہ ایک sovereign ملک کی پالیسی نہیں ہونی چاہیے۔ اپنے عوام کو تنگ کر کے کسی اور ملک کی لڑائی میں اپنے آپ کو جھونک دینا، ان چیزوں کی عوام کو سمجھ نہیں آ رہا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے کہ آج تک یہ لعنت نہیں گئی ہے، آج تک پاکستان میں خود کش حملے، دہشت گردی، ڈاکا زنی اور یہ سب چیزیں چل رہی ہیں اور ساتھ ساتھ پولیس کی بھی کمائی ہو رہی ہے، ایک اندھیر نگری ہے۔ حکومت proper law and order maintain نہیں کر پا رہی ہے۔

اس بجٹ میں پراپرٹی ٹیکس کا ایک اور issue آ گیا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس لگائیں گے تو کچھ سو اور گھرانے یہاں سے نکل جائیں گے۔ پراپرٹی ٹیکس اس حد تک زیادہ ہے کہ جو پراپرٹی کا کاروبار کرتے ہیں وہ تیس، چالیس industries چلاتے ہیں۔ کھڑکیاں، دروازے، نلکے اور پائپ، کتنی industries چل رہی ہیں، ان کا بھی آپ گلا گھونٹ رہے ہیں، seller سے بھی ٹیکس لے رہے ہیں، buyer سے بھی ٹیکس لے رہے ہیں، تیس سال پہلے ایک زمین خریدی گئی ہے، اس کو بھی tax net میں لا رہے ہیں، وہ تیس سال پہلے جس نرخ پر خریدی گئی ہے، آج کا نرخ اس سے ہزاروں گنا زیادہ ہے۔ آپ آج بیچنے والے پر ٹیکس لے لیتے ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ کم از کم ان پر غور کرنا چاہیے۔

خدا کے لیے! مخلص ہو کر اس ملک کو چلائیں۔ تمام اکائیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ ملک میں وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے۔ آج بھی اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں، ہمارے وسائل بلوچستان کے پہاڑوں سے بھی نکل رہے ہیں، سندھ سے گیس بھی نکل رہی ہے، کوئلہ بھی ہے۔ پنجاب سارا زراعت سے بھرا پڑا ہے، پانچ دریا ہیں۔ ایسا ملک کہیں بھی نہیں ہے جس کی مثال ہم دیں۔ جو ملک ہمارے ساتھ آزاد ہوئے ہیں، ان کے پاس تو کچھ نہیں تھا۔ وہ billions rupees کما گئے ہیں، کوریا، اسرائیل اور جاپان جیسے ملک کہاں سے کہاں پہنچے ہیں اور ہم کہاں کھڑے ہیں۔ Islamization, جنگیں اور شہادتیں، یہ بیڑا عربوں نے نہیں اٹھایا جہاں مسلمان پیدا ہوئے ہیں، صرف ہم نے اٹھایا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ اس پر غور کرنا چاہیے۔ ٹھیک ہے individually ہم مسلمان ہیں، ہم پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے، زکوۃ ہے، سب چیزیں ہیں اور وہ سیدھا اور سادہ راستہ ہے، اس پر ہمیں چلنا چاہیے لیکن ریاستیں بلاوجہ، بغیر دلائل کے جنگوں کا اعلان کر کے شہادت کا اعلان کر دیتی ہیں، اسے روکنا چاہیے اور اس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔ شکریہ، جنابِ محترم۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر امیر ولی الدین چشتی صاحب۔

Senator Amir Waliuddin Chishti

سینیٹر امیر ولی الدین چشتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس معزز ایوان سے مخاطب ہوں۔ میں ایوان بالا میں پاکستان کے سب سے بڑے شہر، financial capital, mini Pakistan کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ میرا پارلیمانی سیاست میں بالکل تجربہ نہیں ہے اور میں اپنے آپ کو طفلِ مکتب سمجھتا ہوں لیکن میرے خاندان کا سیاست سے بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ میرے والد صاحب freedom fighter ہیں۔ انہوں نے 1947 میں دہلی سے پاکستان ہجرت کی۔ میرے بڑے بھائی بھی رکن اسمبلی رہے ہیں۔ اس مرتبہ میرے چھوٹے بھائی فرحان چشتی رکن قومی اسمبلی ہیں۔

جناب! چونکہ میں نے کاروبار ہی پڑھا، کاروبار ہی خاندان میں سیکھا اور کاروبار کر رہا ہوں۔ میری کچھ reservations اس بجٹ کے متعلق تھیں، چونکہ اجلاس بھی بجٹ سے متعلق ہے۔ ایک طرف سے آواز آ رہی ہے کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے جبکہ دوسری طرف سے آواز آ رہی ہے کہ

یہ عوام دشمن بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی لاچار اور مجبوریوں والا بجٹ ہے۔ ہمیں یقیناً dictate کیا جارہا ہے اور یہ dictation اس لیے لینے پر مجبور ہیں کہ ہماری ہی مجرمانہ غفلتوں کا یہ ثمر ہے جو آج ہم کاٹ رہے ہیں۔

جناب! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میں اس ایوان میں ایک طفلِ مکتب ہوں، لہٰذا میں امید کرتا ہوں اپنے سینئر ساتھیوں سے کہ وہ ایوان میں میری رہنمائی بھی کریں گے۔ میرا ماننا ہے کہ ایک صحت مند اور تعلیم یافتہ معاشرہ ہی پاکستان کو کامیاب کر سکتا ہے لیکن یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ تعلیم اور صحت پر بھی ٹیکس لگا دیا گیا ہے یعنی کہ پیپر، پنسل، قلم، ربڑ، sharpener, everything taxed تو it is not possible ان حالات میں اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک صحت مند اور تعلیم یافتہ معاشرہ قائم ہو، اس سے تو مہنگائی کا اور دور دورہ ہو گا اور مہنگائی مزید بڑھ جائے گی۔ ہمارے ملک میں ایک middle class طبقہ ہے جو امیر اور غریب کو balance کرتا ہے، اس کو آپ نے تباہ کر دیا ہے۔ ہمیشہ salaried class یا large manufacturers پر tax لگتے ہیں، جو لوگ tax net میں ہیں، اُن tax payers پر ہی لگتے ہیں۔ یہ ہماری بیوروکریسی کے لیے بھی بڑی آسان practice ہے اور جو بھی وزیر خزانہ آتے ہیں، وہ اس پر عمل کر لیتے ہیں۔

جناب! جب میں نے Finance Bill, 2024-25 کا مشاہدہ کیا اور میں نے اپنی neighbouring country سے compare کیا چونکہ سب سے اچھا موازنہ تو اپنے پڑوس سے ہی کر سکتے ہیں۔ یہاں پر مثال London, America and different countries کی دی جاتی ہیں لیکن ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آخر ہمارے ہمسائے کیوں ترقی کر رہے ہیں۔ جب میں نے inflation دیکھی تو ہماری inflation double digits میں ہے جبکہ ہماری neighbouring countries India, Bangladesh, مختلف ممالک جو بھی ہمارے ساتھ ہیں، China, , Malaysia, Indonesia یہ سب single digit میں ہیں۔ ہمارے reserves 8.21 billion, تقریباً 9 billion کے قریب ہیں، وہ بھی مانگے تانگے کے ہیں، کچھ ہم نے Saudi Arabia, UAE and China سے لیے ہیں۔ ہمارے بعد آزاد ہونے والا بنگلا دیش جو ہمارا ہی حصہ تھا، اس کے reserves 24 billion ہیں، وہ

مانگے تانگے کے نہیں، اس کے اپنے ہیں۔ اس کی exports 44 billion ہیں۔ جب وہ ملک ہم سے علیحدہ ہوا تھا تو بڑی کسمپُرسی کی زندگی گزار رہا تھا لیکن انہوں نے ایک چیز اپنی آزادی کے بعد سیکھ لی کہ سیاسی استحکام سے زیادہ معاشی استحکام ضروری ہے۔ آج وہاں پر سیاسی استحکام نہیں ہے لیکن معاشی استحکام بہت ہے۔ وہاں پر ہڑتالیں، پہیہ جام ہڑتال بھی ہوتے ہیں لیکن وہاں جب ایمبولینس اور ایکسپورٹ کا ٹرک گزرتا ہے تو لوگ راستہ چھوڑ دیتے ہیں چونکہ ہمارے کراچی کے بہت سارے لوگوں نے وہاں پر textile mills لگائی ہیں اور وہ اس لیے لگائی ہیں کہ ان کو کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ وہاں ہڑتالیں بھی ہیں لیکن ایکسپورٹ کے ٹرک نہیں روکے جاتے۔ جب یہ راز انہوں نے سیکھ لیا ہے تو اس راز کو ہم کیوں نہیں سیکھ سکتے اور اپنا نہیں سکتے۔

ہماری ایکسپورٹ کے حالات آپ کے سامنے ہیں، ہمارے ٹیکس، کارپوریٹ ٹیکس جس کا میں بھی شکار ہوا ہوں۔ میں پچھلے سال large tax payer تھا لیکن مجھے امید نہیں ہے کہ میں اگلے سال large tax payers میں شامل ہوں گا۔ کارپوریٹ ٹیکس تقریباً 48%, 50% پر پہنچ گیا ہے، 35% income tax پھر آپ dividend نکالتے ہیں تو 15% وہ اور اگر آپ 500 million سے زیادہ ہیں تو آپ کو super tax بھی لگتا ہے یعنی وہ مثال ہے کہ اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا، ہماری مثال بھی یہی ہے کہ ہم ایک مرتبہ tax net میں آگئے ہیں اور اس سے اپنی جان نہیں چھڑا پا رہے ہیں۔ Interest rate ہمارے double digits پر ہیں، پورے region میں آپ دیکھیں، بنگلادیش، انڈونیشیا اور ویتنام سب single digit میں ہیں۔ آپ کی growth 2.4 پہلے تھی آپ نے 3.6 target کی ہے اور اگر آپ بنگلادیش کا growth rate دیکھیں وہ 5.8 ہے، ان کا target اور بڑھ گیا ہے۔ انڈونیشیا اور ویتنام سب ہم سے بہت آگے ہیں، ہم growth rate میں بہت پیچھے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری policy میں continuity نہیں ہے۔ کل میرے معزز رکن یہاں پر کہہ رہے تھے کہ electric vehicles پر tax لگا دیا گیا ہے۔ میں پچھلے چھ مہینے پہلے یہ سن رہا تھا کہ electric vehicles سے بہت benefits ہیں، environment پر بھی اور overall بھی بہت benefits ہیں۔ لیکن چھ مہینے بعد انہوں نے tax لگا دیا ہے۔ جو کاروبار میں شامل ہونا چاہتے ہیں، جو یہاں پر factories لگانا چاہتے ہیں۔ ہمارا جو سرمایہ بہت ہی حساس

ہے وہ اسی وجہ سے یہاں سے fly کر رہا ہے۔ میرے والد صاحب نے مجھے تیس سال پہلے جب کاروبار حوالے کیا تھا تو اس وقت ہمیں بہت اچھا پاکستان دیا گیا لیکن میں بالکل امید نہیں کر رہا ہوں کہ future میں جب ہم اپنے بچوں کو یہ کاروبار دے رہے ہوں گے تو وہ کچھ اچھے حالات میں دے رہے ہوں گے۔ مجھے اس دن سے خوف ہے جس دن ہم ذمہ داروں کے گریبان ہوں گے اور عوام کے ہاتھ ہمیں پکڑیں گے۔ اس وجہ سے ہم ذمہ دار ہیں کہ اپنی policies کو درست کریں۔ جب ہمارے بزرگوں نے یہ ملک بنایا تھا، اس پر افتخار عارف صاحب نے خوب کہا ہے کہ:

وہی ہے خواب جسے مل کے سب نے دیکھا تھا

اب اپنے اپنے قبیلوں میں بٹ کے دیکھتے ہیں

جناب چیئرمین! اس ایوان کی یہ روش رہی ہے، اس ایوان کا یہ ماضی رہا ہے کہ اس نے ہمیشہ party policy سے، ہمیشہ قوم سے اور ہمیشہ صوبوں سے بڑھ کر، کیونکہ یہ House of the Federation ہے۔ اس نے ہمیشہ وہ قانون سازی کی ہے جو کہ پاکستان کے مفاد میں تھی۔

جناب والا! میں آخر میں ایک اور چیز point out کرنا چاہ رہا ہوں۔ کل میں پڑھ رہا تھا کہ diesel پر custom duty کم کردی گئی ہے چونکہ refinery policy, brownfield policy and greenfield policy میری نظروں کے سامنے سے گزری ہیں، اگر ہم نے وہ tax لگادیا، اگر custom duty ہٹادی تو new refineries ہی نہیں وہ پاکستان آئیں گی بلکہ جو existing refineries ہیں وہ بھی یہاں پر survive نہیں کر پائیں گی لیکن آج میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ شاید انہوں نے اس کو withdraw کرلیا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ ہم نے بجٹ اتنی جلد بازی میں بنایا ہے کہ ہم نے جو commitments International players سے کی ہوئی ہیں اس کو بھی نظرانداز کیا گیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے بہت امید لگائے بیٹھا ہوں کہ ان شاء اللہ یہ ایوان اس پر اپنا کردار ادا کرے گا کیوں کہ ہم House of the Federation ہیں اور ایک جگہ مل بیٹھ کر ہماری تقریباً پچیس سے تیس سالوں کی policies ہوں جو کہ پارلیمنٹ سے stamp ہو جائیں، اس کو endorse کردیا جائے اور ہماری جو security council ہے وہ بھی اس کو

endorse کر دے کہ آئندہ کوئی بھی حکومت آئے چاہے PTI آئے، چاہے پاکستان پیپلز پارٹی آئے یا چاہے مسلم لیگ (ن) آئے۔ ان کو موقع ملے اور وہ policies کو disturb نہ کریں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں بتانا چاہتا ہوں FDI, کے متعلق بہت باتیں ہوئیں کہ پاکستان میں Foreign Direct Investment نہیں آرہی ہے۔ میں نے State Bank of Pakistan سے چوبیس سالوں کا record نکالا تو پاکستان میں پچھلے چوبیس سالوں میں صرف 48 billion dollar کی FDI آئی یعنی 2 billion dollar every year, آئی، یعنی PTI government میں بھی 2 billion dollar, پیپلز پارٹی کی حکومت میں بھی اور یہاں تک کہ General Musharaf صاحب کے دور میں بھی صرف 2 billion dollar. اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہماری continuity of the policies نہیں ہے۔ میں اس ایوان سے اور اپنے اراکین سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس پر توجہ دیں گے کہ ہمیں مستقل اور long term policy بنانی پڑے گی۔ بہت شکریہ پاکستان زندہ آباد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، چشتی صاحب۔ سینیٹر ندیم احمد بھٹو صاحب۔

Senator Nadeem Ahmed Bhutto

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) میں اپنی تقریر کا آغاز اپنی قائد شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کرنا چاہتا ہوں۔ 2024-2025 کا جو مالیاتی بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ 18 ہزار ارب سے زائد کا بجٹ ہے۔ میں بحیثیت طالب علم ایک چیز سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں نے اب تک جو سینیٹ کی کارروائی دیکھی ہے، جو کچھ بھی دیکھا ہے اور سمجھا ہے۔ بجٹ پر سینیٹرز کا کردار صرف اپنی تجاویز دینا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اچھا ہوتا کہ pre budget sessions ہوتے یہ تجاویز ہم بجٹ پیش ہونے سے پہلے دے رہے ہوتے۔ مجھے تو سینیٹ کا کردار بھی بجٹ سازی میں بڑا محدود نظر آتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے اور یہ مطالبہ ہے کہ بجٹ سازی میں سینیٹ کے کردار کو بڑھایا جائے، اس پر سینیٹرز بھی کام کریں۔ بجٹ کی اچھائی، بجٹ کی خامیاں اپنی جگہ ہیں۔ میں ایک بات کو point out کرنا چاہتا ہوں اس وقت غریب کی کمر مہنگائی سے ٹوٹ چکی ہے۔ پاکستان کا عام آدمی مہنگائی کی چکی میں پس چکا ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ میثاق معیشت ہو، آئیں سب مل بیٹھ کر پاکستان کو اس بھنور

سے، اس معاشی بحران سے کیسے نکالا جائے، اس پر بات ہونی چاہیے۔ اگر pre budget sessions ہوتے اور سینیٹرز سے رائے لی جاتی، مجھے opposition benches سے اچھی رائے آئیں، بہت اچھی تجاویز آئیں اور government benches سے بھی بجٹ سازی پر بڑی اچھی تجاویز آئی ہیں، اگر ان کو take-up کیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کچھ بہتری کر جاتے۔

جناب چیئرمین! میں NFC پر بات کرنا چاہوں گا، Federation میں مالیاتی انتظام NFC کے ذریعے کیا جاتا ہے اور ہر پانچ سالوں میں NFC کا اعلان کیا جاتا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے NFC award کا اعلان نہیں ہوا۔ آخری NFC award 2010 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے دیا تھا اس کے بعد NFC award نہیں دیا گیا۔ اٹھارھویں آئینی ترمیم کے تحت جو اختیارات صوبوں کو منتقل ہوئے ہیں، اس کے تحت NFC میں صوبوں کا جو بجٹ ہے، جو اضافہ ہے وہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ NFC award میں اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے کٹوتی نہیں کی جا سکتی۔

جناب چیئرمین! میرا صوبہ چونکہ سب سے زیادہ revenue دیتا ہے۔ پاکستان کا 70% revenue میرا صوبہ سندھ دیتا ہے، میرا شہر کراچی دیتا ہے۔ کراچی mini Pakistan ہے، کراچی میں پورے پاکستان سے تعلق رکھنے والے گلگت بلتستان اور کشمیر کے لوگ رہتے ہیں، وہ وہاں پر باعزت روزگار کما رہے ہیں لیکن بدلے میں وفاق کی طرف سے ہمیں بڑی reservations ہیں۔ میں PSDP پر بات کروں گا۔ PSDP میں صوبوں کے لیے funds مختص کرنے کا جو طریقہ کار ہے وہ نہایت ہی غیر منصفانہ ہے۔ وفاقی حکومت اپنی صوابدید پر اپنی مرضی سے funds مختص کرتی ہے گزشتہ کئی سالوں سے بجٹ میں سندھ کا جو حصہ ہے وہ اپنے حصے سے کم بجٹ دیا گیا ہے۔ PSDP میں بہت ساری schemes ہیں جو وفاق اور سندھ کی مشترکہ schemes ہیں۔ اب ہو یہ رہا ہے کہ مشترکہ schemes ہیں، سندھ تو اپنے حصے کا بجٹ مختص کر دیتا ہے لیکن وفاق اپنے حصے کا بجٹ مختص نہیں کرتا اس کی وجہ سے بہت ساری schemes ہیں جو pending میں ہیں۔ یہاں پر میں K4 کا ذکر کرنا چاہوں گا یہ پانی کا project ہے، یہاں پر میں S-3 project کا ذکر کرنا چاہوں گا، یہاں میں کراچی circular railway کا ذکر کرنا چاہوں گا یہ وہ projects ہیں جو اگر اپنی اصل مدت میں پورے ہو جاتے تو شاید ان پر اخراجات کم آتے۔ ہم اس کو جتنا delay کرتے جا رہے ہیں، اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ میری یہ request ہے اور میں

امید کرتا ہوں کہ وفاق اس مسئلے پر غور کرے گا اور PSDP پر منصفانہ تقسیم کا formula ہونا چاہیے۔

جناب والا! میری request ہے، CCI کا آنے والا جو اجلاس ہے، CCI میں PSDP میں جو funds مختص کیے جاتے ہیں، اس کے لیے agenda میں CCI کا یہ point شامل کیا جائے اور اس کو پہلے نمبر پر رکھا جائے۔ جناب! اس کے ساتھ ساتھ میرا صوبہ سب صوبوں میں سب سے زیادہ revenue دیتا ہے لیکن سب سے زیادہ محرومیاں بھی میرے صوبے کے عوام میں ہیں۔ یہاں پر چرب زبانی کے ذریعہ تاریخ اور حقائق کو مسخ کرنے کی بات کی گئی۔ میں صرف تھوڑا سا تاریخ میں جانا چاہوں گا اور تاریخ کو درست کرنے کے لیے کہنا چاہوں گا کہ آج پیپلز پارٹی اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے ساتھ بیٹھی ہے تو اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور ہم پارلیمان کی بالادستی چاہتے ہیں۔

جناب، اسی جمہوریت کی مضبوطی کے لیے میری قائد شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو نے اپنی جان کا نذرانہ دیا۔ پیپلز پارٹی کی سمت بڑی واضح ہے۔ پیپلز پارٹی نے کبھی قوم کو ٹرک کی بتی کے پیچھے نہیں لگایا اور نہ ہی انڈے، کٹے اور بچھڑے کے چکر میں پھنسایا۔ ہماری اس ملک کے لیے خدمات ہیں۔ میرا یہ سب سے بڑا مطالبہ ہے کہ پانی کی تقسیم کا 1991 کا جو معاہدہ ہے، صوبہ سندھ کے لیے اس معاہدے کے تحت پانی کی تقسیم کی جائے۔ اس تقسیم کی monitoring کے لیے IRSA میں کوئی قابل بھروسہ mechanism بنایا جائے جس پر چاروں صوبے راضی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ آئین کے Article-172(3) کے تحت جو قدرتی اور معدنی وسائل ہیں، اس پر سب سے زیادہ حق اس صوبے کا ہے جس صوبے سے وہ قدرتی اور معدنی وسائل نکل رہے ہیں۔ اس پر بھی صوبوں میں محرومیاں ہیں، خاص طور پر چھوٹے صوبوں میں محرومیاں ہیں۔ صوبہ سندھ میں محرومی ہے اور صوبہ بلوچستان بھی محرومی کا شکار ہے۔

میں تاریخ کی درستی کے لیے جو ہماری خدمات ہیں، وہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں بات ہوئی کہ چالیس پچاس سال سے میری پارٹی یا میری قیادت پر یہاں سے بیٹھ کر تنقید ہوئی۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کا جو متفقہ آئین ہے، وہ میرے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو نے

منظور کروایا اور آج جو یہ میرے منہ میں زبان ہے، میرے دوست جو اس طرف سے بات کرتے ہیں، یہ جو سیاسی شعور ہے وہ بھی میرے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کا دیا ہوا ہے۔

شملہ معاہدے کے تحت نوے ہزار فوجی پاکستان پیپلز پارٹی کی leadership کے معاہدے کے تحت وہ وطن واپس آئے۔ ایٹمی ٹیکنالوجی پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفہ ہے۔ جناب، کراچی میں موجود ایٹمی بجلی گھر KANUPP بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفہ ہے۔ عام پاکستانی کو passport کا اجرا، قومی شناختی کارڈ کا اجرا، پاکستان سٹیل مل کی بنیاد، پورٹ قاسم کی تعمیر، تیل اور گیس کی دریافت کا کام پیپلز پارٹی نے شروع کیا۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد میں پاکستان پیپلز پارٹی کی خدمات ہیں۔ زرعی اصلاحات پاکستان پیپلز پارٹی نے کیں۔ تعلیمی اصلاحات پاکستان پیپلز پارٹی نے کیں۔ Utility stores کا قیام پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفہ ہے۔ Lady health worker رانی شہید محترمہ بینظیر بھٹو کا تحفہ تھا۔ جناب، میزائل ٹیکنالوجی میری قائد شہید رانی محترمہ بینظیر بھٹو دے گئیں۔

بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، محترم آصف علی زرداری صاحب کا vision تھا۔ آغاز حقوق بلوچستان محترم آصف علی زرداری صاحب نے دیا۔ خیبر پختونخوا کو شناخت پاکستان پیپلز پارٹی نے اور میرے قائد جناب آصف علی زرداری صاحب نے دی۔ گلگت بلتستان کو پانچواں صوبہ پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین نے قرار دیا۔ سب سے بڑھ کر صدارتی اختیارات، جو اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ جس کو جب power ملی ہے تو اس نے اس power کا ناجائز استعمال کیا ہے۔ جناب، یہ سہرا بھی پاکستان پیپلز پارٹی کو جاتا ہے کہ صدر مملکت محترم آصف علی زرداری صاحب نے جب صدارت کا حلف لیا تو انہوں نے اپنے سارے اختیارات پارلیمان کو surrender کیے۔ جناب، یہ کارنامہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا ہے۔ پاکستان ایران گیس پائپ لائن بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا منصوبہ ہے۔ گوادر پورٹ کو Singapore سے لے کر China کے حوالے کیا گیا، یہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا۔

اٹھارھویں ترمیم جس کے تحت صوبوں کو جب سے یہ ملک پاکستان قائم ہوا تھا، تب سے یہ مطالبہ تھا کہ صوبوں کو ان کے جائز حقوق دیے جائیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے جن چھوٹے صوبوں میں محرومیاں تھیں، ان کو اٹھارھویں ترمیم کے تحت یہ اختیارات دیے۔ تھر کول کا منصوبہ پاکستان

پیپلز پارٹی نے دیا ہے جس سے بجلی بن رہی ہے اور national grid میں جا رہی ہے۔ جناب، یہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفہ ہے۔

صوبہ سندھ میں NICVD, Gambat Kidney Liver Transplant, SIUT, جناب آپ میرے ساتھ چلیں، صوبہ سندھ کے اپنے بے چارے مریضوں کے علاوہ دیگر صوبوں سے بھی مریض پریشانی کی حالت میں علاج کے سلسلہ میں NICVD آتے ہیں جہاں دل کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ Private ہسپتالوں میں اٹھارہ سے بیس لاکھ روپے میں دل کے bypass کا operation کیا جاتا ہے، اس جیسی تمام سہولیات پاکستان پیپلز پارٹی کی سندھ حکومت NICVD میں مفت دے رہی ہے۔ جدید trauma centre بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا تحفہ ہے۔

جناب، آخر میں میں تعلیم پر کچھ بات کرنا چاہوں گا کہ تعلیم کے معیار کو ہدف بنایا جائے، نا کہ مقدار کو۔ سینکڑوں یونیورسٹیاں اور professional colleges قائم کیے ہوئے ہیں۔ 95% سے زیادہ عالمی پیمائش کے جو tools ہیں، کم از کم معیار سے نیچے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ندیم بھٹو صاحب۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جی جناب، میں بس ختم کر رہا ہوں۔ نتیجتاً یہ ہو رہا ہے کہ طلبا کی ایک بہت بڑی تعداد بیرون ملک معیاری تعلیم حاصل کرنے کے لیے پیسے خرچ کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں میری حکومت سے اور treasury benches پر بیٹھے دوستوں سے یہ request ہے کہ اس پر کام کیا جائے اور آخر میں میں اخبارات کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جو بچے کچے اخبارات ہیں، کیا ان کو بھی آپ اخبارات پر taxes لگا کر بند کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو بھی تالے لگانا چاہتے ہیں۔ Media industry پہلے ہی زوال کا شکار ہے اور financial crisis میں ہے، تو مہربانی کرکے اس پر نظر ثانی کی جائے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جئے بھٹو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ ندیم بھٹو صاحب۔ ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ۔

Senator Samina Mumtaz Zehri

Senator Samina Mumtaz Zehri: Thank you Mr. Chairman. Sir, my suggestions for the budget proposals are that, as the people are suffering constantly right now,

thanks to no electricity, no gas, no water - there are no basic necessities. Regarding this, my first suggestion is on electricity: we people are paying, through utility bills, about 70% under the head of rent of IPPs, which we should not be paying.

Sir, IPPs were brought in the country during the reigns of different governments. Therefore, only those rulers and stakeholders must pay off the outstanding capacity payments who had bought these controversial and costliest IPPs in the country, not the countrymen.

The details of assets, including those inside and outside the country, in any form, of all these stakeholders and world in such agreements must be collected under the Foreign Assets Declaration and Repatriation Act, 2018, and made public as well.

Sir, IPP agreements must be made public and brought to the Parliamentary Committees and tell every man how much and until what time they have to pay off the rent of these IPPs.

Sir, the new one has just started, and this year we have to pay 2100 billion rupees under capacity payments only, and 2800 billion rupees till January 2025. We need to make emergency arrangements to get rid of this vicious cycle of capacity payments.

جناب، یہ جو نئے IPPs agreement کے بن رہے ہیں اس کے بجائے ہمیں IPPs کے ساتھ جو ہمارے پرانے 2013 سے لے کر 2018 تک کے تمام agreements ہیں، ہمیں ان کو renegotiate کرنا چاہیے

Because those agreements were for 30 years, these old IPP agreements need to be renegotiated. Instead of now heading into making new IPP agreements

with the CPEC, I think it's just going to be the worst. Sir, in the utility bills, we have to pay about 70% under the head of rent, whereas 30% is under production cost. In 1990, this system ended, remaining till 2034. During the Musharraf period, plants were put in place till 2034, with an output of 8800 megawatts for a 30-year agreement.

Sir, it has become a bone of contention in the CPEC that trillions in rent go from 20s, this have gone in from 2013 to 2018.

Sir, one imported coal-firing power-plant is in Sahiwal and two in Karachi. You get only about 40% electricity from them and per unit cost is two to three times than the normal electricity produced. This year, we have to pay them 2100 billion rupees under capacity payments, 2800 billion rupees will be paid every month till January, 2025 and every month circular debt is increasing. Why should the people have to suffer because of the deals that the previous Governments have made? Why should the poor person suffer?

Sir, moving on, my proposal is for stopping privatization of public friendly entities instead of privatizing public friendly entities such as Zarai Taraqiati Bank Limited, Utility Stores Corporation and First Women Bank. Government should at least have done away with all those Federal Ministries their sub-ordinate bodies and attached departments that have been devolved post 18th amendment.

Similarly, departments like Capital Development Authority that have become white elephants. Sir, these must be privatized and their functions must be handed over to the strong Local Governments instead of the

previous ones that I mentioned. My proposal for minimum wage is that per capita income, in Pakistan per person is earning around Rs.40000/- per month which is very low against the inflation level which is about 26%. Therefore, the increment in minimum wages is nominal, it should be raised at least up to Rs.50000/-. The total debt of Pakistan is 67.5 trillion at present, 43.4 trillion is domestic debt and 24.1 trillion external debt, it means that every Pakistani has to pay Rs.280000/- in debt. How can a person earning Rs.40000/- per month, pay this debt or pay GST on essential goods or pay 70% under per cent cost of electricity bill that goes in the pocket of IPPs. My proposal for reducing the expenditures was that, in a recent report, Pakistan loses about 150 million dollars per month on account of dollar smuggling. In an alarming annual figure of around 2 billion dollars per year, what measures have been taken by the Custom Intelligence to curb this menace and save the amount?

Sir, recently one thing came up which was very funny, the detail of persons who have bought properties in Dubai worth billions of dollars during 2020 and 2022 taking money trails from such buyers of properties, such as Rao Anwar, he was local SSP. This year the Government has proposed 18877 billion in its expenditures, approximately 25% greater than the previous year. Rs.9775/- billion are payable under debt services this year, 55% of our total revenue is 21-22 billion, we have to pay for defence, 12% of its total revenue, we pay 67% on these two sectors, remaining 33% is left. The Government has allocated about 1400 billion on PSDP that is greater than the last year but still it

needs more allocations. We allocate PSDP, people propose the projects, we accept it

لیکن اس کی accountability نہیں ہوتی، اس کا کوئی audit نہیں ہوتا اور PSDP کے پیسے کہاں جاتے ہیں؟ اس کا کچھ پتا نہیں چلتا۔

Sir, out of the total income 17815 billion, out of which Government pays 7438 billion to the provinces, out of which 10377 billion are left only, it means out of total income is only 10377 billion including 1217 billion of provincial surplus. I am sure, this is going over everybody's heads but when we add provincial surplus in this remaining expenditure then our total expenditure stands at 11594 billion. Sir, when we minus our total expenses from the total income, we are left with the budget deficit. So, our total budget deficit is 7283 billion from where are we supposed to fill up this budget deficit? By taking more loans. Rather than increasing our expenditure and seeking more loans for meeting this 7283 billion rupees budget deficit. We need to immediately get away with all the Federal Ministries, attached departments devolved to provinces post 18th amendment besides, we also need to withdraw 15% rise in the pensions, we cannot afford to pay for unproductive human capital. All the allowances and perks for civil servants including cost of housing, free units of electricity, free fuel working from grade 21 to 22 and Federal Ministries and Government departments including 36 Federal Secretaries must be included and shown in their salary slips which are mostly misused.

Persons, sectors and entities involved in tax evasion are approximately Rs.5.8 trillion annually which constitutes about 6.9% of the country's Gross Domestic

Product and must be immediately brought under the tax net, by imposing a complete ban on smuggling of goods. We can save huge revenue every year for example, Iran smuggles 1 billion worth of fuel into Pakistan annually.

There are other incidents of smuggling in different sectors that must be curbed. Sir, many commercial importers have been importing goods under the garb of fake registration as manufacturer to attract reduced rate of Custom Duties and Income Tax. It is strongly recommended and proposed to place system based control to track those commercial importers involved in under invoicing and importing under the garb of registration and manufacture.

جناب ! تھوڑی سی تقریر رہ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے پاس ایک منٹ ہے، آپ اپنی بات مکمل کرلیں۔

Senator Samina Mumtaz Zehri: Thank you sir. Employees from grade 1 to 16 must be exempted from any additional taxes because they have to pay indirect taxes in the form GST even on essential items of daily use besides, unjustified cost of per unit electricity due to rent of IPPs. Sir, this is important that my proposal is for taxing the big guns, there is no tax on flour and sugar mill owners including PM's own Mill also, sorry, no offence. No tax on landlords, those who own above 25 acres of land, they do not pay taxes, there are landlords who were awarded lands by British Rulers under the colonial Rule, if FBR should prepare and update the record of all the lands, factories and assets owned by these landlords, sanders and mill owners along with the tax returns and also details of those who are non-filers.

My proposal is for increasing salaries for the private sector employees and workers under the undocumented economy. How much pay has been increased for employees who are working in private sectors and in media houses and informal labour sectors? 1.2 million Pakistanis have left the country last year, this brain drain would continue, if we shall not take care of the welfare of such employees and rationalize the streamline the salaries of the employees working in undocumented sectors and private sectors of the economy. Why don’t we manage payment gateways, that is why people like free-lances make their setup in Dubai instead of Pakistan.

Sir, 18% GST on flour, pulses, sugar and spices is unjustifiable.

جناب! کھانے پینے کی چیزوں پر GST نہیں ہونا چاہیے، عوام ویسے ہی بھوکے مر رہے ہیں، اگر ہم basic necessities پر اتنے taxes لگا دیں گے تو جن کی income ہی Rs.40000/- ہے، وہ normal taxes دیں گے اور اس کے بعد وہ pulses اور ان سب چیزوں پر tax دیں گے تو کھانے کے لیے کیا بچے گا؟ اس لیے پھر suicide rates high ہوتے ہیں۔ Nobody worries about it, every is claiming what they have done, what provinces have done, ہمارے پاس schools بھی نہیں ہیں۔

We do not have roads, we do not have infrastructures. My question to Balochistan Government is where have the PSDP gone, where are the schools, where are the basic necessities that these people are supposed to get? They have not been given all of this. Sir, we talk about all this, this is just a piece of paper that I keep on repeating and is going to be may be recorded, may be is going to be taken into account but actually nothing is going to be done.

Sir, reality is that nobody cares. So in short, the petroleum levy on petroleum products that have been increased from 60% to 80% per liter, increasing an annual deed of 47% to Rs.1.28 trillion should be withdrawn.

Moreover, 7,458 billion under the head of indirect taxes including sales tax, excise tax, custom duty and service tax should be reduced by 50% in order to lower the prices of essential goods and food items for the poor persons. 5,512 billion under the head of direct taxes must be increased through broadening the tax net and inclusion of big industries such as sugar, cement, tobacco, fertilizers, power sector entities and big business chains under the direct tax net. Instead of imposing, reduction and concession of custom duties on import of electric vehicles having value about US 50,000 dollars, local manufacturers of EVs must be given concessions. Concessions must be given on importing vehicles of 660cc, so that a common man may also use safer and environment friendly electric vehicles.

Zero rated exemptions should be continued in the following sectors such as pharmaceuticals, books, papers, agriculture produce and medical supplies are to be exempted from any application of sales tax. In terms of the standard rates of standardized sales tax, 18% proposed sales tax must be levied on services of banking, construction, shipping, telecom, advertising, event organizations, hotel and restaurant which are very growing big businesses.

These are my suggestions sir, and I hope that someone will listen and may be make a difference,

because I don’t think that it does, but thank you anyways for your time.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر ساجد میر صاحب۔

Senator Sajid Mir

سینیٹر ساجد میر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! ہم ہر سال دونوں ایوانوں میں بجٹ پر تقاریر کرتے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ یہ بہترین بجٹ ہے اور دوسری طرف سے آواز آتی ہے کہ نہیں یہ بدترین بجٹ ہے۔ ایک طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ عوام اور ملک دشمن بجٹ ہے جبکہ دوسری طرف سے کہا جاتا ہے کہ بالکل عوام دوست بجٹ ہے، اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ balance اور متوازن تقاریر اس سلسلے میں بہت کم دیکھنے اور سننے میں آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: براہ مہربانی اراکین اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔

سینیٹر ساجد میر: جن معاشی حالات سے ہمارا ملک گزر رہا ہے اس میں بجٹ بنا لینا ہی بہت بڑا کارنامہ ہے۔ کسی نے کہا کہ تین بھوکے شیروں کا ہمیں سامنا ہے جو ہمارے سارے وسائل کھا جاتے ہیں اور مجبوری ہے کہ انہیں وہ وسائل کھانے دیے جائیں۔ دفاعی اخراجات، ملکی حفاظت کے لیے اور دشمنوں سے بچنے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح قرضوں کی ادائیگی، سود کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے اور تیسرے ,civil administration ان تینوں پر اربوں کے اخراجات ہوتے ہیں۔ مثلاً دفاع کے لیے میرے خیال میں اس سال 22-21 ارب کے قریب رقم رکھی گئی ہے، صرف سود کی ادائیگی پر دس ارب صرف ہوں گے، اسی طرح سے اگر مجھے صحیح یاد ہے تو civil administration کو چلانے کے لیے سات ارب کے قریب دیے جائیں گے۔ پھر صوبوں کو ان کا due share دینے کے بعد کچھ بھی نہیں بچتا نہ تعمیر وترقی کے لیے، نہ ملک کو بہتر معاشی حالات میں لانے کے لیے کچھ بھی نہیں بچتا۔ اگر موجودہ بجٹ 18000 ارب روپے کا ہے تو اس میں اخراجات کو پورا کرنے کے لیے آدھے سے زیادہ رقم پھر قرض لینا پڑے گی۔ ان حالات میں واقعتاً یہ ضرورت ہے جیسا کہ بجٹ میں کہا گیا کہ tax base کو بڑھایا جائے، tax culture پیدا کیا جائے، اس کی حوصلہ افزائی کی جائے، یہ ایک مشکل راستہ ہے لیکن معیشت کی بحالی کے لیے، ملک کو معاشی طور پر بچانے اور اسے ترقی دینے کے لیے یہ ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے حالات ہمیشہ سے ایسے نہیں تھے۔ ملک بننے سے پہلے انڈین کانگریس کی پاکستان کے مخالف ہندوؤں اور مسلمان لابی کا یہ دعویٰ تھا کہ پاکستان financial viable ملک نہیں ہو گا اور معاشی طور پر اس کا چلنا مشکل ہو گا لیکن ہمارا پہلا بجٹ ہی ایک surplus budget تھا اور جس انداز میں وہ بجٹ بنایا گیا اس حوالے سے لوگوں نے غلام محمد صاحب کی بعد میں بہت بڑی پہاڑ جیسی سیاسی غلطیاں اپنی جگہ لیکن انہیں ایک financial wizard اور مالیاتی سحر کہا گیا جو کہ درست طور پر کہا گیا۔ ملک ترقی کر رہا تھا، صنعتی ترقی ہو رہی تھی، اس میں PMDC کا بڑا کردار تھا لیکن پھر باتیں شروع ہوئیں کہ ہماری معیشت پر صرف 22 خاندان مسلط ہیں اور وہی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں سیاسی بحث میں نہیں پڑتا کہ کس نے کی اور کیوں کی۔

ہم معاشی حوالے سے بات کر رہے ہیں، یقینی طور پر nationalization کے اقدام نے ملک کو معاشی طور پر بہت ہی زیادہ پیچھے دھکیلا ہے۔ اسی طرح سے IPPs کے ساتھ جس طرح کا معاہدہ ہوا کہ capacity کے مطابق انہیں ادائیگیاں کی جائیں گی، خواہ ان کی zero production ہو۔ اس نے بھی معاشی طور پر ہمیں بہت نقصان پہنچایا۔ مختلف حکومتوں کے کسی ایک حکومت کے نہیں، بعض اقدامات نے پاکستان کی معاشی ترقی کو نہ صرف روکا بلکہ اسے reverse gear لگایا۔ اب معاملات کا اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ tax base کو بڑھانا اور tax culture کو فروغ دینا۔ یہ ایک مشکل فیصلہ ہے اور اس فیصلے پر عمل بھی مشکل ہے اس لیے کہ یہاں ٹیکس چوری tax evasion کا جو culture develop ہو چکا ہے اس کے ہوتے ہوئے tax collection کوئی آسان کام نہیں رہا لیکن یہ مشکل کام کرنا ہو گا اگر ہم نے اپنے ملک کو خدانخواستہ مکمل تباہی سے بچانا ہے۔

جناب چیئرمین! بعض sectors کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ وہ ہماری اس گری ہوئی معیشت کو بحالی کی طرف لے جانے میں اہم اور مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔ IT sector اگر بھارت اس sector سے 200 ارب یا اس کے قریب حاصل کر سکتا ہے تو کیا ابتدائی طور پر ہم 20 ارب بھی حاصل نہیں کر سکتے ہیں؟ IT sector کی طرف توجہ اور مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے بنگلہ دیش نے textile sector سے جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے

بھی ہمیں سبق سیکھنا چاہیے۔ ان کے پاس کاٹن نہیں ہے، وہ کاٹن import کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ textile sector سے بہت بڑا اور قابل تحسین revenue حاصل کرتے ہیں جو پچاس ارب کے قریب ہے۔ کیا ہم 20 ارب بھی حاصل نہیں کر سکتے جبکہ ہم خود کاٹن کے اچھے خاصے producer ہیں۔

جناب چیئرمین! اسی طرح سے زرعی شعبے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو کہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ہم کیا کر رہے ہیں کہ کالونیاں بنا کر، کنالوں پر محیط کوٹھیاں اور مکانات بنا کر اپنی زرعی زمین کو ضائع کر رہے ہیں۔ ڈی۔ایچ۔اے، بحریہ ٹاؤن اور اس قسم کے جو projects ہیں انہوں نے بہت زرعی زمینیں کھالیں اب there should be an end to it. اس سلسلے میں ایک مضبوط اور متوازن policy بنانی چاہیے کہ ہم مزید اپنے زرعی سیکٹر کی زراعتی زمینیں ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمدہ بیج پیدا کرنا یا باہر سے حاصل کرنا، agricultural machinery پر محصولات کا کم از کم کرنا، اگر zero rate ممکن نہیں تو کم از کم سطح پر ان کو لانا اور کسانوں کو بہتر قیمتیں دے کر ان کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کرنا، یہ زراعت کی ترقی کے لیے ضروری ہے، اس کے بغیر ہماری معیشت سنبھالنے سے سنبھل نہیں سکتی۔

موجودہ بجٹ میں تنخواہوں اور pension کے اندر جو اضافہ کیا گیا یقیناً یہ قابل تعریف ہے، خوش آئند ہے۔ اس کے ساتھ مہنگائی بھی کچھ نہ کچھ کم ہوئی لیکن مہنگائی کو control کرنے اور مزید کم کرنے کے لیے مضبوط اقدامات کی ضرورت ہے جنہیں کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے بجٹ کا عوام دشمن ہونا اچھی بات نہیں لیکن اس کا ملک دشمن ہونا، عوام دشمن ہونے سے بھی بُری بات ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ nationalization سے جو دھکا ملکی معیشت کو لگا اس کی بحالی کے لیے، اس کی تلافی کے لیے اب privatization کی policy ضروری ہے لیکن ہم میں سے بعض لوگ اسے قومی نقطہ نظر سے دیکھنے اور سوچنے کی بجائے طبقاتی حساب سے دیکھتے ہیں، مثال کے طور پر جب پی آئی اے کی privatization کی بات کی جاتی ہے تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اتنے لوگ بے روزگار ہوں گے، وہ کون لوگ ہیں جن کو مختلف حکومتوں نے سیاسی وجوہات کی بنا پر بلا ضرورت بھرتی کیا ہوا ہے، ساری

دنیا جانتی ہے اور ساری دنیا کہتی ہے کہ airplane and staff کا جو ratio دنیا بھر میں ہے اس سے کئی گنا زیادہ staff پاکستان کی ایئر لائنز پی آئی اے میں ہے۔ ان کا بے روزگار ہونا کسی کو بھی پسند نہیں ہوگا مجھے بھی پسند نہیں، آپ کو بھی پسند نہیں ، کسی کو بھی پسند نہیں لیکن ملک کو سامنے رکھ کر سوچنا چاہیے ایک طبقے کو یا چند لوگوں کو سامنے رکھ کر نہیں سوچنا چاہیے اس کی وجہ سے ملک کا جو نقصان ہوا ہے اور ایک بہترین فضائیہ، ایک بہترین ایئر لائن کمپنی جس طرح تباہ ہوئی اس سے ہمیں کچھ نہ کچھ سبق سیکھنا چاہیے اور اس کو درست کرنے کے لیے اگر privatization کی طرف جانا پڑتا ہے تو جانا چاہیے۔ یہی بات اسٹیل ملز کے بارے میں ہے ، تنخواہیں دی جارہی ہیں اور اسٹیل ملز بند پڑی ہے۔ اس طرح کے جو نقصانات ہم نے ماضی میں اٹھائے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ ان سے نجات حاصل کی جائے۔ اسی طرح IPPs کی میں نے بات کی، ان کے ساتھ جو معاہدے ہیں، ماہرین قانون۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب! وقت کم ہے۔

سینیٹر ساجد میر: ماہرین قانون کو بٹھا کر ان سے مشورہ لینا چاہیے کہ ان معاہدوں سے کس طرح ہم نجات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ملکی معیشت پر بہت بڑا بوجھ بن چکے ہیں۔ جناب والا! ملکی حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم nationalization کی policy, IPPs کی policy سے پیچھے آئیں اور ملکی حالات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ tax culture کو فروغ دیا جائے۔ اس کے لیے مختلف طبقات کو جو بھی مشکلات برداشت کرنی پڑتی ہیں، وہ برداشت کرنی چاہییں تاکہ ملکی معیشت ایک اچھی پٹری پر آئے اور اچھے طریقے سے چلے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب! شکریہ۔ سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

Senator Shahadat Awan

سینیٹر شہادت اعوان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ آج محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کے جنم دن پر اس ایوان نے انہیں خراج تحسین پیش کیا اور آپ نے بحیثیت چیئرمین یہاں دعا کروائی، میں آپ کا اور تمام ایوان کا شکر گزار ہوں۔ جناب والا! ہم بحیثیت پاکستان پیپلز پارٹی نے موجودہ حکومت کو support کرنے کے لیے ان سے پیشگی کچھ باتیں کی تھیں کہ ملک کی ترقی کے لیے جو اقدامات کیے جائیں گے، ان میں ہمارا ان کے ساتھ کس طرح coordination رہے

گا، اس میں خاص تحریری بات یہ تھی کہ PSDP کی schemes ہماری consultation کے ساتھ تیار کی جائیں گی لیکن جس دن ایوان کے اندر PSDP کی book lay کی گئی تو پتا چلا کہ کسی ایک بات پر کم از کم ہماری پارٹی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اگر آپ اس book کو دیکھیں تو mostly unapproved schemes سے PSDP کی book بھری ہوئی ہے۔ جناب والا! کسی بجٹ میں unapproved schemes کا شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ongoing schemes کو التواء میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

جناب والا! اگر آپ اس کے علاوہ دیکھیں تو بعض schemes کی allocation کسی scientific طریقے پر نہیں کی گئی، اس میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ کون سے project کو اہمیت دینی ہے اور کس کو التواء میں ڈالنا ہے۔ اگر ہم اس کو بھی چھوڑ دیں، ایک طرف حکومت کہتی ہے کہ ہمارے پاس funds نہیں ہیں اور دوسری طرف اس بجٹ کی کتاب میں آپ دیکھیں کہ new schemes کی بھرمار کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ اگر ہم آگے چلیں اور دیکھیں کہ حکومت نے حالیہ مالی سال جو 30th June تک ہے، اس میں revised estimates کے تحت 539 surplus billion ظاہر کیے لیکن اس مرتبہ آپ دیکھیں کہ حکومت کی receipts 1200 billion بتائی ہیں تو یہ کس طرح 1200 billion ہیں؟ یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ حکومت نے پیشگی صوبوں کا surplus کاٹ کر اپنی receipts میں ظاہر کر دیا ہے، یہ عجیب بات نظر آتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے اصول کے خلاف یہ بات کی گئی ہے۔ اگر آپ اسے بھی چھوڑ دیں اور اس کے علاوہ دیکھیں کہ بجٹ عوام کے لیے ہونا چاہیے، Grade 1 to 16 کی تنخواہیں 25% اور مہنگائی، افراطِ زر 16% ہے تو basically salary بڑھائی ہی نہیں گئی۔ متوسط طبقہ کس طرح survive کرے گا؟ میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلے تنخواہ دار طبقے کی salary کو افراطِ زر کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑھایا جائے۔

اگر آپ pension کو دیکھیں تو 15% pension بڑھائی گئی ہے، جب آپ کا افراطِ زر 16% ہے تو آپ نے موجودہ حالات میں انہیں 1% زیر بار کر دیا ہے۔ ہمارے ملک میں بیشتر

لوگ بوڑھے ہیں، خواتین ہیں، بیوگان ہیں، pensioners ہیں۔ اس لیے اسے revise کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب والا! کراچی کا سب سے اہم مسئلہ پانی کا ہے۔ K-4 کے منصوبے کا متعدد مرتبہ متعدد وزراء اعظم افتتاح بھی کر چکے ہیں۔ اس کی total scheme 126 billion rupees کی تھی اور موجودہ مالی سال میں اس پر 56 billion rupees خرچ ہونے تھے اور اس میں 70 billion بقایا بچتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ اگر ہم سندھ کی طرف اور پانی کی طرف توجہ دینا چاہتے ہیں تو اس بجٹ میں بہت خطیر رقم صرف 25 billion کیوں رکھی گئی ہے جبکہ اس وقت کراچی کی آبادی اڑھائی کروڑ کے قریب ہے۔ پانی زندگی ہے اور پانی کی اشد ضرورت ہے، میں کہتا ہوں کہ 70 billion کا جتنا بقایا بجٹ ہے، اس بجٹ میں K-4 کے لیے پورے کا پورا رکھنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! کراچی کا ایک اور مسئلہ یہ تھا کہ کراچی میں ریلویز کی زمینوں سے تجاوزات ہٹائی گئیں اور وعدہ یہ کیا گیا کہ ان لوگوں کو متبادل جگہوں پر بسایا جائے گا۔ ان کے لیے آبادیاں بنائی جائیں گی لوگوں کے کئی کئی منزلہ گھر گرادیے گئے، لوگوں کی عمارتیں، دکانیں ختم کر دی گئیں، لوگوں کو بیروزگار کر دیا گیا، لوگوں کو بے آسرا کر دیا گیا اور آخر کار کچھ لوگوں نے Supreme Court سے بھی رجوع کیا۔ وہاں پر بھی Federal government نے یہ کہا کہ جن لوگوں کو Railways کی زمینوں سے اٹھایا گیا ہے ان کو متبادل جگہ، زمین ان کو دی جائے گی لیکن حیرت کی بات ہے کہ Supreme Court میں بھی undertaking دینے کے باوجود اور بارہا وعدہ وعید کرنے کے باوجود ان بے آسرا لوگوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ان لوگوں کے لیے اس budget میں کچھ نہیں رکھا گیا۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میرا کہنا یہ ہے کہ جو اصل بات دیکھنے والی ہے کہ اتنے بڑے ملک کے لیے budget کو 14 days کے اندر pass کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ عجیب سی بات لگتی ہے۔ میں نے پہلے جس طریقے سے گوش گزار کیا کہ اگر وعدے کے مطابق بڑی parties سے ان کے مشورے سے budget بنتا پھر تو سلیم مانڈوی والا صاحب بھی اس میں شامل ہوتے، اس میں نوید قمر صاحب بھی شامل ہوتے۔ ہمارے باقی leaders جو کہ معیشت دان ہیں ان کی input ہوتی تو پھر ہو سکتا تھا کہ میں یہ بات نہ کرتا اور کہتا کہ 14 days کے اندر

یہ ممکن ہے۔ میری تو رائے یہ ہے کہ آپ اس بحث کو جاری و ساری رکھیں اس وقت ملک کے لیے بے شک صرف دو ماہ کا انتظامیہ budget دے دیں۔ ایک ایک چیز کو thoroughly دیکھ کر اس budget کو pass کیا جائے۔

اس budget میں مہنگائی دیکھیں، health کے اوپر آپ دیکھ لیں health کے items پر tax لگا دیا گیا ہے، تعلیمی کتابیں ان پر tax لگا دیا گیا ہے، medicines پر tax لگا دیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کا ایک طوفان آنے والا ہے لہٰذا اس budget کو بہت باریک بینی سے دیکھنے کی ضرورت ہے تا کہ عوام الناس جو کہ ہر political party نے، ہم نے اور ہمارے اتحادیوں نے، عوام کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ اس ملک کی معیشت کو ہم ٹھیک کریں گے۔ ہم مہنگائی کو ختم کریں گے جو ملازم طبقہ ہے اس طبقے کے ہم آنسو صاف کریں گے لیکن ہم نے اس budget میں ان کے لیے کچھ نہیں کیا۔ نہ ہم نے خاطر خواہ تنخواہیں بڑھائیں، نہ ہم نے pension بڑھائی جو کہ عام آدمی کے لیے بہت اہم بات ہے۔ اتنی قلیل رقم میں ایک گھر کو چلانا ناممکن سی بات ہے اوپر سے آپ نے taxes کی بھرمار کر دی ہے۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جس نے 20 years پہلے کوئی property لی ہے تو حضور والا اس کے اوپر بھی آپ نے کہا کہ ہم tax لگا دیں گے یہ بہت عجیب سی بات ہے۔ اگر آپ نے real estate کو control کرنا تھا آپ اگر چاہتے ہیں کہ لوگ real Estate میں investment نہ کریں، لوگ انڈسٹریز لگائیں، لوگوں کے لیے روزگار پیدا کریں تو اس کے لیے پہلی حکومتوں نے جو time frame طے کیا تھا سال دو سال کا تو اس کو continue کرنا چاہیے۔ جن لوگوں نے لمبے عرصے سے properties لی ہوئی ہیں ان کو خدا کے واسطے خرید و فروخت سے روکا جائے۔ اگر آپ tax increase کر رہے ہیں اور ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ باہر کے ممالک میں tax % 30, 40, 50 ہے تو وہاں کے حالات بھی دیکھیں کہ اگر حکومت tax لیتی ہے تو عوام کو دیتی کیا ہے۔ ہم عوام کو کم از کم پہلے وہاں پر پہنچائیں اس کے بعد tax لگائیں۔

اس budget کو revise کیا جائے میری استدعا ہے کہ انتظامی budget صرف دو مہینے کا pass کیا جائے باقی یہاں پر اس کے اوپر بحث کی جائے اس کے بعد کچھ حل کیا جائے ورنہ ویسے ہی عوام پس چکی ہے۔ یہ غیر مناسب ہو گا اگر اس budget کو pass کر دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ شہادت اعوان صاحب۔ سینیٹر ذیشان خان زادہ صاحب۔

Senator Zeeshan Khan Zada

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ both the Houses, تو discussion and debate میں Senate and National Assembly کافی دنوں سے جاری ہے لیکن مدعا عوام کا اب ایک ہی ہے اور سب کو سمجھ آ گئی ہے کہ ہم جتنی بھی بات کریں taxation کے اوپر، policies کے اوپر لیکن آج سے تین سال پہلے جو عمران خان نے بات کی تھی کہ اس ملک میں اگر آپ کو معاشی استحکام چاہیے تو آپ کو سیاسی استحکام لانا پڑے گا۔ بات یہ ہے کہ ایک Federal Minister اگر یہ statement دے کہ عمران خان کو اگلے پانچ سال اور جیل میں رہنا چاہیے تو میرے خیال سے اس میں پاکستان کی political stability کے لیے بہت خطرناک بات ہے اور آپ یہ message کس کو دینا چاہ رہے ہیں؟ کیا آپ پوری دنیا کو یہ message دے رہے ہیں کہ ایک منسٹر ہو کر آپ قانون سے بالاتر ہو کر آپ جج بھی بن رہے ہیں اور آپ فیصلے سنا رہے ہیں۔ ایک ایسے لیڈر کے بارے میں جو پاکستان کا سب سے زیادہ مقبول لیڈر ہے اور ایسی باتیں کر کے آپ عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ حکومت چاہتی ہے کہ اس ملک میں معاشی استحکام ہو تو ایسی statements سے ملک میں سیاسی استحکام نہیں آئے گا۔

جناب چیئرمین! میرا یہ بات کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر ایک side پر آپ بات کرتے ہیں کہ ہم نے مل کر اس ملک کو چلانا ہے۔ ہمارے جتنے بھی treasury benches کے ممبرز ہیں دوست ہیں اور دوسری طرف ایسی statements آتی ہیں تو آپ پوری قوم کو کیا message دے رہے ہیں؟ میرا سب سے پہلے اس budget کے بارے میں اور جو سب سے ضروری چیز ہے آج کے اس دور میں پاکستان کے لیے، پاکستان کی معیشت کے لیے یہ ہمارے جو government projects ہیں یا جو ہمارے IMF loans ہیں یا اگر ہماری باہر سے کوئی investment آتی ہے یا نہیں، سب سے ضروری اس وقت ہمارا private sector ہے جن کو ہم نے مکمل طور پر ignore کر دیا ہے اور کیسے ignore کیا ہے؟ ہمارے private sector کا ہمیشہ ہر budget میں ایک ہی point ہوتا ہے کہ آپ ہمیں کچھ بھی نہ

دیں۔ آپ ہمارے اوپر taxلگاتے ہیں، آپ ہمیں subsidy بھی نہ دیں لیکن آپ ہمیں ایک long term policyدیں۔

ہمارے ملک میں یہ ہی تو مسئلہ ہوتا ہے۔ مثال میں دوں گا آج سے کچھ دن پہلے بھی میں نے بات کی تھی PTIکے دور میں ایک policyآئی کہ import tariff raw materialsکے اوپر کم کریں تاکہ آپ کی exports بڑھ سکیں اور اس کے نتیجے میں exportsاس وقت بڑھ گئیں لیکن جواب میں ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت آپ کی imports بھی بہت زیادہ بڑھی ہیں۔ Imports increaseہونا یا trade deficitکا ہونا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہوتا۔ امریکہ کا بھی پچھلے دس سال سے trade deficit ہے لیکن وہ اس کو دیکھتے ہیں کہ اس کے آگے effectivelyکیسے use کریں۔ جب آپ کی importsآپ کی economy کو help کریں، آپ کی economy چلے، آپ کی exports بھی increaseہوں، آپ کا growth rate بھی اوپر جائے تو ایسی policiesپر آپ investکریں۔

جناب چیئرمین! ہم نے non-productive چیزوں کے اوپر investment نہیں کرنی اور جس طرح میں نے کہا ہے۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، خانزادہ صاحب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ مجھے ہمیشہ یہی لگتا ہے کہ ہمارے ملک میں جس طرح میں نے کہا کہ پرائیوٹ سیکٹر کو کوئی ترجیح نہیں دیتا۔ میں اپنے ملک کے بارے میں آپ کو کچھ stats بتاتا چلوں۔ امریکہ کا GDP اگر پچیس ہزار ارب ڈالر ہے اور امریکہ کی ایک کمپنی Apple تین ہزار ارب ڈالر کی ہے جو دنیا کی سب سے بڑی کمپنی ہے۔ اگر آپ امریکہ کی تین چار کمپنیاں ملاتے ہیں تو وہ ان کی آدھی GDPکے برابر ہے اور اصل میں امریکہ کو آگے لے کر جانے والی بھی یہ کمپنیز ہیں۔ ہم اگر انڈیا کو دیکھیں تو انڈیا میں جو سب سے بڑی کمپنی ہے وہ تقریباً تین سو ارب ڈالر کی ہے اور انڈیا کی GDP تقریباً ساڑھے تین ہزار ارب ڈالر کی ہے۔ اس طرح اگر ہم پاکستان کی سب سے بڑی کمپنی دیکھیں تو تقریبا ایک ارب ڈالر کے قریب اس کی valuation ہے۔ جناب

چیئرمین! یہ پاکستان کی پوزیشن ہے۔ ہمارے پاس اس ملک میں پرائیویٹ سیکٹر میں ایسی کوئی بڑی کمپنی نہیں ہے جس کے بارے میں ہم کہیں کہ ان کی اس ملک کی معیشت میں کوئی خاص contribution ہے جس طرح ان باقی ملکوں کی ہے۔ معیشت کو حکومتیں نہیں چلاتیں۔ معیشت کو آپ کے businesses چلاتے ہیں اور ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم کوئی ایسا ادارہ بنا لیں جو کہ one window operation دے اور باہر سے investment آئے گی اور وہ اس ملک میں invest کر کے اس ملک کی معیشت کو بہتر کرے گی۔ جناب چیئرمین! اس طرح نہیں ہوتا۔

آپ نے اپنے لوگوں کو، اپنے پرائیویٹ سیکٹر کو اور اپنے اوورسیز پاکستانیوں کو یہ اعتماد دینا ہوتا ہے کہ آپ آئیں اور اپنے ملک میں invest کریں۔ آج اگر چین اتنی تیزی سے ترقی کر رہا ہے تو یہ ان کے اپنے businesses ہیں۔ اس کے بعد باقی ممالک چین میں invest کرتے ہیں۔ اسی طرح باقی ممالک نے انڈیا میں دیکھا کہ ان کی کمپنیز نے ترقی کی ہے تو باقی ملکوں سے لوگ جا کر اب ادھر invest کر رہے ہیں اور ہمیں یہ لگتا ہے کہ اگر ہمارے دوست ملک آ کر ہمارے ملک میں invest کریں اور ہماری معیشت کو بڑھائیں تو شاید ہمارے اپنے پاکستانی یہ دیکھ کر اس ملک میں investment کریں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ جناب چیئرمین! ہمیں اپنی پالیسیاں بدلنی پڑیں گی۔ ہمیں سخت فیصلے کرنے پڑیں گے اور جو بھی طریقہ ہو ہمیں اپنے لوگوں کو اعتماد میں لینا پڑے گا۔ یہ اعتماد کیسے آئے گا۔ جناب چیئرمین! اگر political stability آپ ڈنڈے کے ذریعے لائیں گے تو کبھی بھی لوگ آپ پر اعتماد نہیں کریں گے۔ آپ نے political stability democratic system کے ذریعے لانی ہے۔ آپ نے political stability جمہوریت کے ذریعے لے کر آنی ہے۔ اس ملک میں اس وقت یہ سب سے ضروری چیزیں ہیں۔ آپ کا سسٹم automatically چلے گا۔ جناب چیئرمین! وقت کم ہے اور بیان کرنے کے لیے چیزیں زیادہ ہیں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ آج سے کافی عرصہ پہلے کہا جاتا تھا کہ پاکستان میں بیس خاندان ہوتے تھے جن کے بڑے کاروبار ہوتے تھے۔ ان کو nationalize کیا گیا۔ پتا نہیں کیوں ہمارے ملک میں ایسے فیصلے ہوتے ہیں اور یہ میں آپ کو ضرور بتاتا چلوں کہ اگر آج وہ خاندان اور وہ لوگ ہوتے تو آج پاکستان میں بھی بڑی بڑی کمپنیاں ہوتیں جیسا کہ امریکہ میں Apple اور انڈیا

میں Reliance ہے۔ حکومت ہر چیز نہیں کر سکتی۔ حکومت کو اپنے کام کرنے چاہئیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کا کام کبھی بھی حکومت نہیں کر سکتی۔ جناب چیئرمین! power sector کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پاکستان کی معیشت کو اس نے تباہ کیا ہے اور جو power generation ہے اس کو اتنے عرصے سے privatize کر دیا گیا ہے۔ جو پرائیویٹ کمپنیز ہیں۔ ان IPPs کو جب ہم پیسے دیتے ہیں۔ ہمارے پاس پیسے ہوتے نہیں اور وہ مہنگی بجلی بناتے ہیں۔ اگر یہ حکومت واقعی کچھ کرنا چاہتی ہے تو یہ جنریشن کو بھی پرائیویٹائز کریں ناجو کہ اصل اور مشکل کام ہے۔ جنریشن تو کوئی بھی کر لے۔ حکومت خود بھی کر رہی ہے۔ اب تو سولر بھی آگئے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ میری تجویز ہے کہ اگر حکومت اس پر کچھ کر سکتی ہے تو کر لے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز میرے خیال سے جو ہمارے آئین اور ہماری پالیسیز میں permanent service ہے سرکاری ملازمین کے لئے میرے خیال سے اس پر نظر ثانی ہونی چاہئے اور جس طرح آج کل contract basis پر services start ہو گئی ہیں۔ اس ملک کو آگے بڑھانے کے لئے ایک قدم لینا چاہئے کیونکہ اگر آج بھی آپ دیکھیں تو ہمارے PSDP میں تین ہزار ارب روپے ترقیاتی سکیموں پر خرچ ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اٹھارہ ہزار ارب روپے میں loan والی amount نکالتے ہیں تو باقی سارا ہمارا expenditure ہے۔ اس حکومت کو چلانے کے لئے ہمارا اتنا بڑا expenditure ہے۔ تو اس پر نظر ثانی ہونی چاہئے کیونکہ عوام کو تو ہم تب ہی ریلیف دے سکتے ہیں کہ جب ان کے لئے بھی پیچھے کچھ بچے اور میں یہ نہیں کہتا، حکومت salary میں ضرور increase لے کر آئیں لیکن اسی increase کے اوپر انہوں نے ٹیکس بھی ڈالا ہے تو اس سے کسی کو بھی فائدہ نہیں ہوا ہے الٹا employees کا بھی، ملک کا بھی اور لوگوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! IPPs کو بہت subsidies دی جا رہی ہیں۔ KEC کو پچھلے سال تقریباً ساڑھے تین سو ارب روپے subsidy دی گئی۔ میں جاننا چاہوں گا کہ ایسا کیا ہے؟ KEC کا اتنا چھوٹا سا ایریا ہے۔ آخر KEC ادھر کیا کر رہی ہے؟ کس طرح ان کو اتنا زیادہ بجٹ دیا جا رہا ہے؟ اس کی details ملنی چاہیے اور عوام کو بتا دینا چاہیے کہ ان کو اتنی بڑی amount دی جا رہی ہے اور باقی پورے پاکستان میں NTDC کو چھ سو ارب دیا جا رہا ہے جبکہ KEC کو ساڑھے تین سو ارب روپے ملتے ہیں۔ اس ملک کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارے

ملک میں جس طرح سے انڈیا میں IT industry start ہوئی۔ ایک ریجن میں انہوں نے شروع کی اور کرتے کرتے انہوں نے replicate کیا اور اس کو بڑھایا۔ اب پورے انڈیا میں ہر جگہ اور ہر ریجن میں ان کی IT companies ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: خانزادہ صاحب! آپ کا time پورا ہو گیا۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جی، جناب چیئرمین! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ ہر ریجن میں ان کی IT companies ہیں۔ ان کی exports بھی بڑھی ہیں۔ ان کو employment بھی دی گئی اور ان کو اس سے بہت بڑے فوائد ہوئے۔ ہمارے ملک میں بھی housing Schemes ایک industry بنی اور ایک شخص نے housing schemes پاکستان میں شروع کیں جو بڑی کامیاب ہوئیں۔ آج کل پوری دنیا میں کہا جاتا ہے کہ سب سے اچھی housing schemes پاکستان میں ہیں۔ پورے South Asia میں پاکستان کو Awards ملتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک industry start ہوئی ہے اور اس انڈسٹری نے جس طرح میں نے آپ کو کہا انڈیا میں IT نے employment اور باقی چیزیں دی ہیں۔ پاکستان کو اس industry نے بہت اوپر اٹھایا ہے۔ باہر سے لوگ investment کے لئے آئے ہیں۔ یہ بھی ہمارے remittance میں شامل ہوتا ہے۔ یہ بھی ہماری exports میں شامل ہوتا ہے۔ Employment بھی دی ہے۔ ہماری دیگر انڈسٹریز، اسٹیلز اور جتنی اس سے متعلقہ انڈسٹریز ہیں ان کو اس نے اٹھایا ہے۔ اب ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ تو کوئی انڈسٹری ہی نہیں ہے، اس پر ٹیکس لگا دیں۔ جناب! اس طرح نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو ایک چیز تیار مل گئی ہے، ادھر ایک انڈسٹری start ہو گئی ہے، اس کو آپ ختم نہ کریں۔ اگر آپ کے پاس اس کے متبادل کوئی اور چیز ہے تو پھر آپ اس کو ختم کریں۔ جب اور کچھ ہے بھی نہیں اور اسے بھی آپ ختم کر رہے ہیں تو اس ملک میں کون سا کاروبار چلے گا۔ میرے خیال میں real estate پر جو ٹیکس لگے ہیں، بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس انڈسٹری پر یہ ٹیکس ختم ہونے چاہییں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں wrap up کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ مجھے صرف ایک چیز سے issue ہوتا ہے، اگر ہم کہتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی ایسے کام ہو رہے ہیں جیسے آج کل خان صاحب کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، ان کو جیل میں رکھا گیا ہے تو treasury members

جواب میں کہتے ہیں کہ جی ہاں! آپ کے time میں بھی ہمارے لوگوں کو جیل میں رکھا گیا تھا۔ جناب! یہ صحیح جواب نہیں ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں جی، ہم ایک غلط کام کر رہے ہیں لیکن جواب میں کہتے ہیں کہ آپ کے دور میں بھی ایسے ہی ہوا تھا۔ میرے خیال میں ہمارے درمیان جو ایک دوسرے کے ساتھ words exchange ہوتے رہتے ہیں، اس پر بات ہونی چاہیے۔ یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ مسائل کا حل دینا چاہیے۔ ہم تو مسائل کا حل دیتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ خان صاحب ٹرائل پر جا رہے ہیں اور judiciary پر ہمارا اعتماد ہے، ان شاء اللہ، ان کو رہا کیا جائے گا لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ دھاندلی ہوئی ہے اور آپ اس پر جوڈیشل کمیشن بنائیں تو وہ کہتے ہیں کہ 2013 میں بھی دھاندلی ہوئی تھی اور 2018 میں بھی دھاندلی ہوئی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ جوڈیشل کمیشن بنائیں اور ان کے سامنے 2013 کے فارم 45 بھی رکھیں، 2018 کے بھی رکھیں اور 2024 کے بھی رکھیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ سب کو پتا چل جائے کہ کب دھاندلی ہوئی تھی اور کب نہیں ہوئی۔ ایسی چیزوں سے اس ملک میں سیاسی استحکام آئے گا اور یہ ملک آگے بڑھے گا۔ جناب چیئرمین! مجھے پتا ہے time کی کمی ہے، بس یہی میری آخری بات تھی۔ میں چاہوں گا کہ حکومت اس بات پر سوچے، بجٹ تو ہے ہی taxation کا کام لیکن سیاسی استحکام اس وقت سب سے زیادہ ضروری ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ایوان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب تارڑ صاحب، اٹک میں جو دو وکلا قتل ہوئے ہیں، اس حوالے سے راولپنڈی بار میں ایک ریفرنس میں شرکت کے لیے گئے تھے۔ ابھی ان شاء اللہ، تشریف لا رہے ہیں۔ ہم بھی ایوان کی طرف سے وکلا کے قتل کے واقعے کی مذمت کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی اپنے سیکرٹری آفس کو ہدایت جاری کی تھی، اب ایک مرتبہ پھر سختی سے ہدایت جاری کرتا ہوں کہ یہاں پر بجٹ کے حوالے سے جو معزز اراکین تجاویز دے رہے ہیں یا اپنی رائے دے رہے ہیں تو متعلقہ فنانس منسٹر کو یا پھر state minister کو ایوان میں بلایا جائے اور معزز اراکین کے سوالات کے جواب دیے جائیں۔ میں سیکرٹری آفس کو ہدایت کرتا ہوں۔ ابھی سینیٹر افنان اللہ خان سے گزارش کرتا ہوں کہ اظہار خیال کریں۔

Senator Afnan Ullah Khan

سینیٹر افنان اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ جیسے میرے باقی honourable colleagues نے بجٹ کے حوالے سے بات کی، میں کچھ بنیادی چیزوں پر روشنی ڈالنا چاہ رہا ہوں۔ ہمارا تقریباً اٹھارہ ہزار ارب روپے کا بجٹ ہے جس کے اندر تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار ارب روپے کا deficit ہے۔ یعنی ہمارے پاس جو پیسے موجود ہیں، وہ دس ہزار ارب روپے کے قریب ہیں جبکہ ساڑھے آٹھ ہزار ارب روپے ہمارا deficit ہے جس کا بنیادی طور پر مطلب یہ ہے کہ ہم پیسے کو print کریں گے یعنی قرضہ لیں گے اور پھر اس قرضے سے ملک کو چلائیں گے۔ یہ معاملہ بڑے عرصے سے چل رہا ہے، یہ پہلی مرتبہ تو نہیں ہو رہا لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو کہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ اس پر سینیٹر دنیش نے بھی روشنی ڈالی کہ ہمیں بطور مسلمان منع کیا گیا ہے کہ ہم سودی نظام کو استعمال کریں یا اسے لے کر آگے چلیں۔ بجائے اس کے کہ ہم اسے بہتر کریں، ہم اپنے financial system کے اندر دیکھ سکتے ہیں کہ ہر سال قرضے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اسی قرضے کی وجہ سے پھر مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مہنگائی کا مسئلہ اسی سے linked ہے کیونکہ جب آپ کو deficit کا سامنا ہوتا ہے تو آپ اس کے لیے note print کرتے ہیں، پھر اس کی وجہ سے مہنگائی آتی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے ہمیں as a nation دیکھنا پڑے گا کہ ہم اس سے کیسے نکل سکتے ہیں۔ پہلے تو ہمیں IMF کے چنگل سے نکلنا ہے اور پھر ہمیں اس معاملے سے نکلنے کے لیے ایک long term planning کرنی پڑے گی ورنہ یہ numbers اسی طرح بڑھتے رہیں گے۔ اگر یہ اسی طرح بڑھتے رہے تو یہ آنے والے سالوں میں unsustainable ہوں گے۔

جناب چیئرمین! حکومت نے اس مرتبہ عوام کی بہتری کے لیے اور غریب لوگوں کے لیے، جو غربت کی لکیر سے نیچے ہیں ان کی help کے لیے، تقریباً 563 ارب روپے، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں رکھے ہیں۔ اس سال تقریباً 1,400 ارب روپے کا ہمارا PSDP ہے، اس حوالے سے میں کچھ important projects گنوا دیتا ہوں۔ اس کے اندر گوادر انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہے جو کافی عرصے سے بن رہا تھا، وہ ان شاء اللہ، اس سال مکمل ہونے جا رہا ہے۔ پورے پاکستان میں IT parks بنائے جائیں گے۔ جیسے ابھی بات ہوئی کہ ہندوستان کی IT exports تقریباً 200 ارب ڈالرز تک پہنچ چکی ہیں جبکہ ہم اس وقت تقریباً تین یا ساڑھے تین ارب ڈالرز کی سطح پر ہیں۔ پاکستان

اچھی ہے اور اس میں human resource بہت زیادہ ہے۔ ہماری potential میں
English speaking skills بھی ہیں تو اس کو leverage کرنے کے لیے IT parks
کے اندر ایک major investment کی جارہی ہے۔ یہ parks پورے پاکستان میں بنیں گے، کراچی میں بنیں گے اور لاہور میں بنیں گے۔ پنجاب حکومت اس حوالے سے نواز شریف آئی۔ٹی سٹی بنارہی ہے۔ آپ کو یہ بات سن کر خوشی ہوگی کہ 36 ارب روپے کی real estate خریدی گئی ہے جس پر towers بنائے جائیں گے اور وہاں پر IT سے related investment لائی جائے گی۔

جناب چیئرمین! پانی کا مسئلہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ہم ایک agricultural country ہیں اور ہمارے پانی کے reserves وقت کے ساتھ ساتھ کم ہوتے جارہے ہیں۔ اس ضمن میں بھاشا ڈیم کے لیے تقریباً 40 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یوتھ لیپ ٹاپ پروگرام کے لیے تقریباً 12 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سے ایک فائدہ ہوگا کہ youth کو روزگار ڈھونڈنے میں آسانی ہوگی کیونکہ ان کے پاس ٹیکنالوجی ہوگی جس کے تحت وہ online جاکر different forums سے jobs وغیرہ ڈھونڈ سکتے ہیں اور کام کر سکتے ہیں۔ اس کے ذریعے ملک کے لیے remittances بھی آسکتی ہیں۔

ہمارے پیپلز پارٹی کے ایک بھائی نے شکایت کی کہ PSDP کے متعلق ان سے بات نہیں کی گئی۔ میں نے check کیا تو اس کے اندر ایک منصوبہ Jamshoro coal fired power plant کے لیے تقریباً 127 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو 1,200 میگاواٹ کا ہوگا اور میرے خیال میں یہ local coal کے اوپر based ہے۔

اس کے علاوہ جو ایک اور important project ہے وہ تاجکستان کو پاکستان سے connect کرنا ہے۔ یہ 500 کلوواٹ کی ایک transmission line ہے جس پر تقریباً 60 ارب روپے لگیں گے۔ یہ منصوبہ بجٹ میں رکھا گیا ہے۔ داسو ڈیم کو complete کیا جارہا ہے۔ یہ ایک major project ہے جو PML (N) نے شروع کیا تھا۔ اس کی وجہ سے تقریباً 4 ہزار میگاواٹ سستی بجلی hydel سے بنے گی اور اس کا ملک کو بہت فائدہ ہوگا۔

جناب چیئرمین! آپ کے علم میں ہوگا کہ recently پاکستان نے space میں satellites بھیجے ہیں جس کے تحت ہم اپنی commercial and defence requirements کو پورا کریں گے۔ اس حوالے سے PakSat MM1 اور مزید satellites کے لیے اور Suparco کے لیے بھی پیسا رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں کچھ چیزیں پنجاب کے بجٹ سے بھی ایوان کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں جو کہ major عوامی مفادات کے لیے رکھی گئی ہیں۔اس میں جو سب سے خوش آئند بات ہے، وہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب تقریباً ساڑھے آٹھ سو ارب روپے کی revenue generation اپنے resources سے کرے گا یعنی جو وفاق کے pool سے 2,700 ارب روپے ملتے ہیں، اس کے علاوہ 850 ارب روپے اپنے resources سے کمائے گا جس کی وجہ سے ظاہر ہے service delivery بہتر ہو گی اور حکومت پنجاب زیادہ projects مکمل کر سکتی ہے۔ پنجاب میں تقریباً 670 ارب روپے ایجوکیشن کے لیے رکھے گئے ہیں۔ پنجاب میں 539 ارب روپے صحت کے لیے اور 177 ارب روپے زراعت کے لیے رکھے گئے ہیں۔ 842 ارب روپے کا پنجاب کا development project ہوگا جس میں expressways بنیں گی۔ صحت کے لیے major projects ہیں۔ مریم نواز شریف صاحبہ نے صحت پر بہت زیادہ focus کیا ہے۔ پورے پنجاب میں rural health کو revamp کیا جارہا ہے، health clinic on wheels بنا کر remote areas میں گاڑیاں بھیجی جا رہی ہیں۔ پنجاب میں تقریباً 220 ارب روپے security کے لیے رکھے گئے ہیں تاکہ local law enforcement agencies کو بہتر کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین! اپوزیشن نے بہت ساری باتوں کو touch کیا، میں ان کا مختصر سا جواب دینا چاہوں گا کیونکہ وقت کم ہے۔ بار بار Form 47 کی حکومت کی بات ہوئی۔ ابھی میرے ایک ساتھی نے یہ بھی بات کی کہ جب سیاسی استحکام آئے گا تو معاشی استحکام آئے گا۔ یہ بات درست ہے کہ سیاسی استحکام کے بغیر معاشی استحکام زبردستی نہیں لایا جاسکتا مگر کیا ہی اچھا ہوتا، یہ باتیں آپ کو اس وقت یاد ہوتیں جب آپ کہہ رہے تھے کہ umpire کی انگلی کھڑی ہو گئی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ باتیں آپ کو اس وقت یاد آتیں جب RTS بٹھایا گیا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جب آپ رات

کے اندھیروں میں جا کر ملتے تھے اور ہمارے خلاف سازشیں کرتے تھے اور اس پر آپ ٹھٹھے مارتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ باتیں آپ کو اس وقت یاد ہوتیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کو یہ باتیں آگے یاد رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب یہ باتیں جو آپ ہمیں بول رہے ہیں، کچھ عرصے میں یہ آپ خود بھول جائیں گے کیونکہ آپ کا مفاد جس طرف ہوتا ہے آپ اس کے حساب سے چلتے ہیں۔ اِدھر کھڑے ہو کر بڑی بڑی باتیں کی گئیں مگر میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسی ایوان میں اسٹیٹ بنک کا بل، جب اسٹیٹ بنک آئی ایم ایف کو دیا گیا تو وہ بل پی ٹی آئی نے pass کروایا۔ حالانکہ ہم نے بڑی مخالفت کی،اس حد تک کہ ہمارے numbers زیادہ تھے،اجلاس کو روکا گیا،numbers پورے کرکے پھر وہ Bill pass کرایا گیا۔

جناب چیئرمین! آج جب ہم یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے، ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ کیا یہ باتیں ہم بھول جائیں؟ میں نے ابھی آپ کو بتایا کہ پنجاب حکومت بہت سارے اچھے اقدامات کر رہی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ خیبر پختونخوا کی بھی کوئی اچھی چیزیں آپ ہمیں گنواتے۔ وہاں آپ کا وزیر اعلیٰ روزانہ باہر نکل کر لوگوں کو دھمکیاں دیتا ہے۔ کبھی وہ وفاق کو دھمکیاں دیتا ہے، کبھی وہ کہتا ہے کہ میں گرڈ بند کردوں گا، میں بجلی بند کردوں گا۔ کیا اس سے سیاسی استحکام آئے گا؟ کیا ملک اس طرح چلتے ہیں کہ آپ کا وزیر اعلیٰ یہ کہے کہ بجلی چوری بری بات نہیں ہے۔ کیا ایسے ملک چلائے جائیں گے؟ باقی لوگ جو بجلی چوری نہیں کرتے، وہ بل پورا دیں گے مگر جو بجلی چوری کر رہے،ان کو protect کیا جائے گا اور صرف protect نہیں کیا جائے گا، اس پر پوری campaign کی جائے گی۔اس کو ایسے present کیا جائے گا جیسے کوئی بڑا نیک کام کیا جا رہا ہے۔

میں آج بھی حیران ہوں بالخصوص پی ٹی آئی کے ساتھیوں کی تقاریر پر جنہوں نے کوئی بات نہیں گنوائی کہ ہم خیبر پختونخوا میں یہ کام کریں گے، ہم اتنے ڈیم بنائیں گے، سیکورٹی کا مسئلہ ایسے حل کریں گے۔ ان کی طرف سے suggestions آئی ہیں جو کہ ایک اچھی بات ہے لیکن آپ اپنا بھی تو بتاتے کہ اتنا اہم صوبہ ہے، اس کو کیسے چلانا ہے۔ یہاں exports کی بات ہوئی ہے اور پھر کہا گیا کہ ہمارے دور حکومت میں exports بہت زیادہ تھیں، یہ بات درست ہے، اس کو کوئی deny نہیں کر سکتا لیکن ساتھ یہ بتائیں کہ اگر میں 1 dollar export بڑھانے کے لیے 4

dollars import کروں گا تو کیا وہ sustainable ہو گا؟ 2022 میں وہ جو پچاس ارب ڈالرز کا deficit بنا تھا، آج تک ہم IMF programme میں اسی کی وجہ سے ہے۔

ہم ایک ایک ، دو دو بلین ڈالرز کے چکر میں ان کے پاس جاتے ہیں۔ 53 billion dollars کا foreign exchange کا trade deficit تھا اس وقت ، اس کو آپ اپنی کامیابی present کر رہے ہیں؟ آج بھی آپ اپنی کامیابی کے لیے غلط چیزوں کو present کر رہے ہیں۔ کل پھر آپ کی حکومت اگر آ گئی، اللہ نہ کرے، تو پھر آپ اتنے بڑے deficit کھڑے کر دیں گے تو یہ ملک کیسے چلے گا۔

جناب چیئرمین ! میاں محمد نواز شریف صاحب کا 1990 میں ایک خواب تھا کہ پاکستان کی north-south کے ساتھ motorways کی connectivity ہو۔ آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی وجہ سے ایک سکھر۔حیدرآباد کا پورشن رہ گیا ہے، باقی ساری north-south کی connectivity مکمل ہو چکی ہے۔ یہ ایک بہت landmark project تھا، ایک بہت مشکل تھا جس کے لیے بڑے resources چاہیے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اس سال سکھر حیدرآباد والا سیکشن بھی مکمل ہو جائے گا۔ دیکھیں قومیں اس طرح کے vision کے ساتھ بنائی جاتی ہیں کہ آپ نے کیسے CPEC کو لے کر آنا ہے،کیسے باہر سے foreign investment لے کر آنی ہے، ملک میں local investors کو کیسے mobilize کرنا ہے۔ ہم بالکل یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مضبوط سیاسی نظام ایک مضبوط معیشت دے سکتا ہے مگر یہ صرف باتیں کرنے سے نہیں ہوگا۔آپ کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں تو پھر اس پر پورا عمل درآمد بھی کرکے دکھائیں۔

جناب چیئرمین ! جیساکہ میں نے شروع میں کہا کہ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہم IMF کے چنگل سے کیسے نکلیں۔ کیونکہ اگر ہم IMF کے چنگل سے نہیں نکلے، 2016 میں جب میاں محمد نواز شریف وزیراعظم تھے تو ہم نے IMF کو خیرباد کہہ دیا تھا لیکن 2019 میں پھر ہم وہاں پر چلے گئے اور آج بھی ہم IMF programme میں جا رہے ہیں۔ ہم سب کو من حیث القوم سوچنا پڑے گا کہ یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا۔اس کو ہم نے کہیں تو روکنا ہے۔ کچھ اچھی خبر بھی ہے، میں اپنی تقریر کو ختم کر رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج stock market

record high ہے جو 78,000, 79,000 کے قریب پہنچ گئی ہے۔ پچھلے دو سال کی مہنگائی 38% پر تھی جو سب سے lowest پر آ چکی ہے، آج تقریباً 11 فیصد ہے۔ پنجاب کو اس عید پر عرقِ گلاب سے دھویا گیا ہے جو اچھی بات ہے، پورے ملک کو عرقِ گلاب سے دھونا چاہیے تھا۔ اور بھی اچھی خبریں آ رہی ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: افنان اللہ صاحب! وقت کم رہ گیا ہے، جی۔

سینیٹر ڈاکٹر افنان اللہ خان: جناب چیئرمین! میں ختم کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ ML-1 کا project امید ہے کہ ان شاءاللہ جلد شروع ہو جائے گا جس کی وجہ سے پورا north- south جو train کی connectivity upgrade ہو جائے گی تو یہ اچھی خبریں ہیں۔ اس ملک کو آگے لے جانے کے لیے ہمیں ایک ساتھ مل کر کام کرنا چاہیےاور تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ اگر سیاسی استحکام لے کر آنا ہے تو پھر قول وفعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کامران صاحب۔

Point raised by Senator Kamran Murtaza regarding missing of ten persons from a picnic point in Balochistan

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! وہ واقعہ جس میں دس لوگ اغوا ہو گئے ہیں۔ پتا نہیں کون ان کو لے گیا ہے۔ کل بھی آپ کی اور اس ایوان کی توجہ مبذول کروائی تھی۔ براہ مہربانی آپ اس حد تک کر لیجیے کہ اس پر رپورٹ طلب کر لیجیے تو مناسب ہو جائے گا تاکہ ان کی زندگیوں کو safe کیا جا سکے۔ وہ گھر سے پکنک پر گئے تھے، خوشی منانے گئے تھے۔ اگر آپ اس پر ذرا ہدایات دے دیں کیونکہ وہاں بلوچستان میں federal forces بھی involved ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، کامران صاحب۔ اس طرح کے جو واقعات ہیں، پورے ملک میں بالخصوص بلوچستان میں جس طریقے سے بے گناہ اور لا تعلق لوگوں کو غائب کیا جاتا ہے، شعبان کا واقعہ ہے۔ میں اپنے متعلقہ آفس کو، سیکرٹری آفس کو سختی سے ہدایت کرتا ہوں کہ چیف سیکرٹری آفس اور آئی جی، وزارت داخلہ اور وہاں کی وزارت داخلہ کو، سختی سے آفس کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی فوری طور پر رپورٹ تیار کر کے ایوان میں پیش کی جائے۔

میرے خیال میں اشرف علی جتوئی صاحب کو سوموار کو موقع دیں گے۔ ابھی نماز کا وقت ہے۔کامران مرتضٰی صاحب نے جو point اٹھایا ہے، یہ بڑا اہم point ہے۔ اس واقعہ سے جو families متاثر ہیں،جو لوگ وہاں پر غائب ہیں یا جن لوگوں نے ان کو identify کرنا ہے۔ ہماری وزارت داخلہ کو بھی اور وہاں کی وزارت داخلہ جس کے ماتحت فرنٹیئر کور ہےاور جو متعلقہ ادارے ہیں،وہ جامع رپورٹ تیار کرکے سیکرٹری آفس کو بھیج دیں۔ آنے والا اجلاس جو سوموار کو ہوگا،اس میں وزارت داخلہ ،چیف سیکرٹری آفس اور آئی جی آفس سے ایک ٹھوس رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

ایوان کی کارروائی بروز سوموار، ۲۴ جون ۲۰۲۴ شام پانچ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Monday, the 24th June, 2024, at 05:00 pm]